Truth in Love

گاڈز کنگڈم منسٹریز

خُدا کی بادِشاہی

مصنف
ڈاکٹر اسٹیفن ای۔ جانز

مترجم
ڈاکٹر فیاض انور

خُدا کی بادشاہی

مصنف

ڈاکٹر اسٹیفن ای۔ جانز

مترجم

ڈاکٹر فیاض انور

ناشرین

وننگ سولز فار کرائسٹ منسٹریز

انتساب

ڈاکٹر جان ایف مارکس کے نام

جن کی تحریری خدمات مسیحی اُردو ادب میں ہمیشہ

سنہری حروف میں لکھی جائیں گی۔

مترجم

ناشرین۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ونگ سولز فار کرائسٹ منسٹریز

مصنف۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ڈاکٹر اسٹیفن ای۔ جانز

مترجم۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ڈاکٹر فیاض انور

پروف ریڈنگ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ روبن جون، پروفیسر شاہد صدیق گِل

معاونین ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ پادری مالک الماس، پادری محبوب ناز

کمپوزنگ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ڈاکٹر فیاض انور

تعداد۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۱۰۰۰

بار۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔اول

جولائی ۲۰۲۲ء

پتا: مریم صدیقہ ٹاؤن چن دا قلعہ، گوجرانوالہ

رابطہ: 0300-7499529,0346-2448983

فہرستِ مضامین

اظہارِخیال	پادری ڈاکٹر فنی ایل رشید

اظہارِخیال	پادری پروفیسر ارنسٹ لعل ڈین

اظہارِ خیال

خدائے حاکم، مبارک و واحد، مہیب تر، بادشاہوں کا بادشاہ اور خداوندوں کا خداوند جس کی دائمی و ازلی ذات سے بقا ہمیشہ سے مخصوص ہے اور جو اعلیٰ و برتر ہونے کے وسیلہ سے نور میں رہتا ہے جہاں تک کوئی بھی رسائی حاصل نہیں کر سکتا ہے اور جس کی ذاتِ اقدس پاکیزگی کا منبع ہے اور ہر بنی نوعِ انسان کی نگاہ سے ایسی مہجور و مستور ہے کہ نہ کسی نے اُس کو دیکھا ہے اور نہ دیکھ سکتا ہے اُس کو قدرت، عظمت و جلال ہمیشہ ہمیشہ تک ہو۔ آمین!

لیکن اس خدا نے جو حاضر و غائب، قدیم و کامل اور عظیم و فائق تر ہے اُس نے اپنے تئیں بندوں پر ظاہر کیا۔ بڑے فضل، مہربانی و رحم سے چاہا کہ خود اُن کے قریب ہو کر اُنہیں اپنے نزدیک کرے۔ اس واسطے ابنیاء اور پیغمبروں کو بھیجے اور اخیر میں اپنا بیٹا بھیجا۔ جس نے آ کر ہم خاک ساروں سے گہرے بھیدوں کو بیان کیا اور آسمان کی بادشاہی کی خوشخبری کا بانگِ بلند اقرار کیا۔

اسی سلسلے میں ہذا کتاب بڑی ہی پُر معنی و علم بیان ہے۔ اِس مختصر کتاب میں مصنف نے بڑی ہی احسن اور عاری زبان میں خداوند کی بادشاہی کے بارے میں بیان کِیا ہے۔ اُس نے خداوند کی بادشاہی کے گہرا پا بھیدوں کو آسانی اور سادہ فہم سے قارئین کے سامنے پیش کیا ہے تاکہ وہ خدائے قدوس کی ازلی و ابدی بادشاہی، شہریت، قوانین، علاقہ، منشور اور قیام کو بڑی ہی نفاست و نزاکت سے جان سکیں۔ یہ کتابچہ قارئین کے لئے بڑا ہی کار آمد و مفید ہے۔ جس کے مطالعہ سے قاری خدا کی قربت کو زیادہ گہرے طور سے پا پا سکتا ہے اور خدا کی بادشاہی کے منصوبہ کو بہتر طور سے جان و سمجھ سکتا ہے۔

ہذا کتاب کلیسیائے پاکستان کے لئے ایک لازوال تحفہ ہے اور یہ کتاب لاتعداد خوبیوں کی مالک ہے۔ میرا کامل ایمان ہے کہ دورِ حاضرہ میں جہاں بے دینی کا عالم ہے وہاں ڈاکٹر فیاض انورؔ کے وسیلہ سے یہ کتاب ہر خاص و عام قاری کے لئے خداوند کی بادشاہی کو جاننے میں بڑی فائدہ مند ہے، تاکہ وہ تاریکی سے نکل کر جو حقیقی نور ہے اُس کے بارے میں جان سکیں اور خداوند کی ازلی بادشاہی میں داخل ہونے کے لئے اپنے آپ کو تیار کر سکیں اور اُس کے باشندے بن سکیں۔ میری دُعا ہے کہ خداوند تعالیٰ اپنے بیٹے ڈاکٹر

فیاضؔ کو اِسی طرح اپنے جلال میں استعمال کرتا رہے تا کہ بہت سے لوگ اُن کے وسیلہ سے علمی وادبی اور رُوحانی طور پر فیض و برکت پاتے رہیں اور خداوند کی بادشاہی کے وارث بنتے جائیں۔آمین!ثم آمین!

احقر

پادری ڈاکٹر فنی ایلؔ رشید

۱۲جولائی،۲۰۲۲ء

اظہارِ خیال

تمام طرح کی تعریف وتوصیف،توضیح ومدح اور پسندیدگی، داداور قدر شناسی کے لائق وہی ذاتِ قدوس وباری تعالیٰ ہے۔ جو انسان کی نجات کا منبع ہےاور اُسی نے اپنے پیارے بیٹے یسوع المسیح کو اِس دُنیا میں بھیجا تا کہ وہ نسلِ انسانی کا نجات دہندہ بن سکے اور اُس نے اپنے لاریب نام کے وسیلہ اپنی اعلیٰ ذات کو انسانوں پر ظاہر کیا۔ اُسی کی مدح سرائی تا ابد تک ہوتی رہے۔ آمین!

اِس کشمکش سے لبریز زمانے کی گود میں خدا کی بادشاہی کی نوید اور تلخ فضاؤں میں اُس کی دعوت کی گونج اِس کتاب کو ہمارے لئے انمول اور عرق پاش بنا دیتی ہے۔ جس ہوا کو محسوس کیا جاسکتا ہے لیکن چھوا اور قید نہیں کیا جاسکتا ہے اِسی طرح کتابچہ خدا کی بادشاہی کے بیان میں ایک مکمل دفتر ہے۔ ہٰذا کتاب میں نہ صرف خدا کی بادشاہی کا تعارف بیان کیا گیا بلکہ مختصر تاریخی جائزہ میں یوں معلوم ہوتا ہے کہ سمندر کو کوزہ میں بند کرنے کی اعلیٰ مہارت دکھائی گئی ہے اور عصرِ حاضر میں رہ کر مستقبل کے بھیدوں کا بڑی ہی روشن خیالی سے تذکرہ کیا گیا ہے۔ اِس کتاب میں جسمانی، رُوحانی حالتوں کا اِس قدر تصوری خاکہ کھینچا گیا ہے کہ یوں عیاں ہوتا ہے کہ قاری اپنے آپ کو کتاب کے کردار کانعم البدل سمجھنے لگتا ہے۔

مترجم کی دل چسپی ،شوق وذوق کا اندازہ اِس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ وہ کس قدر خدمتی جذبہ ونشاط رکھتا ہے کہ اُس کے علم ودانش کے وسیلہ سے مسیح کا بدن ترقی کرتا جائے۔ میں دُعا گوہوں کہ مصنف ومترجم کی یہ اعلیٰ کوشش کلیسیا پاکستان اور اُردو قارئین کے لئے ایک مشیر کا کام کرئے تا کہ وہ خدا کی بادشاہی کے مکین اور صاحبِ خانہ ہونے کی وجہ سے اپنی جستجو میں تسکین واطمینان پائیں۔

میں دل کی اتھاہ گہرائیوں سے شکر گزار ہوں کہ مترجم نے عالمگیر اور کلیسیائے پاکستان کی عروج وافزائش کے لئے قدم اُٹھایا تا کہ لوگ بابرکت ہوسکیں اور اپنے آپ کو خدا کے جلال کے لئے استعمال کرسکیں۔

بندۂ ہیولی

پادری پروفیسر ارنسٹ لعل ڈین از امریکہ

۱۲ جولائی، ۲۰۲۲ء

باب ا

بادشاہی کیا ہے؟

یسوع نے ''بادشاہی کی خوش خبری'' کی منادی کی اور اُس نے کہا آخری وقت سے پہلے پوری دُنیا میں خوش خبری کی منادی کی جائے گی۔ یسوع نے متی ۲۴:۱۴ میں کہا،

''اور بادشاہی کی اِس خوش خبری کی منادی تمام دُنیا میں ہوگی تا کہ سب قوموں کے لیے گواہی ہو۔تب خاتمہ ہوگا۔''

بادشاہی کی یہ خوش خبری کیا ہے؟ کیا یہ نجات کی خوش خبری کی مانند ہے جو آج کل بہت سے لوگوں کے ذریعے کی جا رہی ہے؟ جی نہیں، نجات کا پیغام بادشاہی کی خوش خبری کا صرف ایک حصہ ہے۔ اِس کا بنیادی محورِ نگاہ وہ طریقہ ہے جس سے لوگ خُدا کی بادشاہی کی شہریت حاصل کر سکتے ہیں۔لیکن ایسے لوگوں کی تعداد بہت کم ہے جو خُدا کی بادشاہی کے بارے میں بہت زیادہ معلومات رکھتے ہیں، یہی وجہ ہے کہ زیادہ تر لوگ خُدا کی بادشاہی کے بارے میں دھندلا تصور رکھتے ہیں۔ پس آئیں، ابتدا سے اِس کا آغاز کرتے ہیں۔

واجبی طور پر خدا کی بادشاہی پیدایش ۱:۱ سے شروع ہوتی ہے،

''خُدا نے اِبتدا میں زمین وآسمان کو پیدا کیا۔''

خُدا کی بادشاہی میں ہر وہ چیز شامل ہے جو اُس نے زمین وآسمان میں پیدا کی۔ اِس لیے صرف آسمان ہی اِس بادشاہی میں شامل نہیں بلکہ زمین بھی اِس میں شامل ہے۔ یہ نہایت اہم ہے کہ بادشاہی کے عوامل کو ایک پختہ سمجھ سے شروع کیا جائے، کیوں کہ آغاز کے متعلق جاننا کہانی کے اختتام کو جاننے کے لیے راستہ کو ہموار کر دیتا ہے۔

تخلیق کے حق کی وجہ سے خُدا اُن تمام چیزوں کا مالک ہے جو اُس نے خلق کیں۔ اِسی وجہ سے، بائبل مقدس دعویٰ کرتی ہے کہ پوری زمین اُس کی ملکیت ہے، اور یہ اُن تمام چیزوں پر اُس کی حاکمیت کو ظاہر کرتی ہے جن کا وہ مالک ہے۔ لہٰذا، خُدا کے پاس یہ حق ہے کہ وہ زمین کی تمام سرگرمیوں کو سرانجام دینے کے لیے جسے چاہے اختیار دے اور اُن قوانین کو وضع کرے جن کے ذریعے انسان زمین کے کسی بھی حصہ میں رہ سکیں۔

گناہ اور موت نے پہلے آسمانوں اور پھر زمین پر خُدا کی بادشاہی پر حملہ کیا۔ اِس کی وجہ سے ایک عارضی مسئلہ پیدا ہو گیا جسے خُدا اِبتدا سے ہی حل کر رہا ہے۔ اِس مسئلہ کا مکمل حل دُنیا کی تاریخ کے اختتام پر ہو جائے گا۔ تب گناہ اور موت کا خاتمہ ہو جائے گا اور بیان کردہ پیشین گوئی کے مطابق پوری زمین خُدا کے جلال سے معمور ہو جائے گی۔

یہ سمجھنا بہت ضروری ہے کہ اِبتدا میں خُدا کی تمام تخلیقات کو ''اچھا'' کہا گیا۔ جب سب چیزیں بنالی گئیں تو خُدا نے سب کو ''بہت اچھا'' کہا (پیدائش ۱:۳۱)۔ ہر طرح کی مٹی، چٹانیں، پانی، پودے، جانور اور خود انسان ایک اچھے خُدا کی تخلیق ہیں نہ کہ بُرے ابلیس کی۔

اِس بنیادی حقیقت پر بعد میں بہت سے مذاہب نے اختلاف کیا، اُنہوں نے سکھایا کہ مادہ باطنی طور پر بُرائی ہے، اور صرف رُوح ہی اچھی ہے۔ پولس کے زمانہ میں یونانی یہ نہ سمجھ سکے کہ کیسے ایک اچھا خدا پنتیکست کی قدرت کے ذریعے انسانی بدن میں بسیرا کر سکتا ہے۔ کیسے خُدا ایک ''بُرے'' بدن میں بسیرا کر کے اپنے آپ کو داغ دار کر سکتا ہے۔

پس بادشاہی کی خوش خبری کی ترتیب کو سمجھنے کے لیے ہمیں ضرور اِس بات کو سمجھنا چاہیے کہ مادہ باطنی طور پر بُرائی نہیں ہے۔ مادے کو اچھا بنایا گیا، اور یہ اپنے خالق کے کردار اور اُس کی فن کارانہ صلاحیت کی عکاسی کرتا ہے۔ اِبتدا کا یہ نظریہ تاریخ کے اختتام پر نتائج کا تعین کرے گا۔

گناہ اور موت حملہ آور قوتیں ہیں، اُنھیں تخلیق میں نہیں بنایا گیا۔ گناہ تاریخ اور وقت میں ایک متبادل طریقے سے آیا اور گناہ نے اُس حملے کے نتیجے میں پیدا ہونے والے مسائل کو اور بڑھایا۔

تاریخ کا مقصد بادشاہی کی خوش خبری کے ایک بڑے حصے کو ترتیب دیتا ہے۔ یہ خوش خبری ہمیں خُدا اور تخلیق سے اُس کے رشتے اور اُس کی فطرت کے بارے میں بتاتی ہے۔ یہ ہمیں گناہ اور موت کے مسئلہ کے بارے میں بتاتی ہے۔ یہ ہمیں اُس مسئلہ کے حل کے الٰہی منصوبہ کے بارے میں بتاتی ہے۔ بالآخر، یہ ہمیں بتاتی ہے کہ اختتام پر خُدا کامیاب اور فاتح ہو گا، اور جس مقصد کے لیے اُس نے زمین اور آسمانوں کو پیدا کیا ہے وہ پورا ہو جائے گا۔

زمین کو خُدا کا جلال ظاہر کرنے کے لیے تخلیق کیا گیا۔ اگر خُدا اپنے اُس مقصد کو پورا کرنے میں ناکام ہو جاتا ہے تو پھر وہ گناہ گار ہو سکتا ہے، کیوں کہ گناہ کے لیے استعمال ہونے والا عبرانی لفظ ''kawtaw'' (חַטָּאָה)

ہے، جس کا مطلب ''کسی مقصد کو حاصل کرنے میں ناکام ہونا یا نشانہ چوک جانا'' ہے۔

لیکن گناہ نے خُدا کو متحیر نہ کیا اور نہ ہی وہ اتنا کمزور ہے کہ وہ سب چیزوں کو بحال نہیں کرسکتا۔ دراصل، تاریخ کے حتمی مقصد کو اعمال ۳:۲۱ میں بیان کیا گیا ہے، ''سب چیزوں کی بحالی'' پولس نے ۱۔ کرنتھیوں ۱۵:۲۸ میں اِسے ایک اور طریقے سے بیان کیا ہے:

''اور جب سب کچھ اُس کے تابع ہو جائے گا تو بیٹا خود اُس کے تابع ہو جائے گا جس نے سب چیزیں اُس کے تابع کر دیں تاکہ سب میں خُدا ہی سب کچھ ہو۔''

کلامِ مقدس کے دُوسرے حوالہ جات ہمیں اُس منصوبہ کے بارے میں بتاتے ہیں جس سے یہ منصوبہ پورا ہو جائے گا۔ اُن حوالہ جات میں بہت سی تفصیلات موجود ہیں اور ہر ایک تفصیل ہمیں خُدا کے کردار اور اُس کے اپنی مخلوقات کے ساتھ رشتے کے مختلف پہلوؤں کے بارے میں بتاتی ہے، خاص طور پر خود انسان کے بارے میں۔ اُن تفصیلات کے ہر ایک پہلو پر بات کرنے کے لیے ہمیں ایک مکمل مطالعہِ بائبل کے سلسلے کی ضرورت ہوگی اور اُن سب پر بات کرنے کے لیے ہمیں اِس عنوان کی بہت سی جلدیں لکھنی پڑھیں گی جنہیں پڑھنے کے لیے کئی سالوں کی ضرورت ہوگی۔ لیکن یہ کتابچہ اِس طرح ترتیب دیا گیا ہے کہ قارئین کو بادشاہی کی خوش خبری کا وسیع تناظر مہیا کیا جائے، تاکہ اُس کی تفصیلات کو جاننے کے لیے وہ دُوسری کتابوں کی طرف رُجوع کریں۔ اگر ہمارے پاس اِس عنوان کا ایک مجموعی نقطہ نظر موجود ہوگا، تو پھر اِس کی تفصیلات کے بارے میں سیکھنا بہت آسان ہوگا۔

بائبل کی تاریخ میں، خُدا نے مناسب سمجھا کہ بنی نوع انسان کو بادشاہی قائم کرنے کے دو طریقوں کے بارے میں سکھائے۔ پہلے طریقہ کو ناکام ہونے کے لیے ترتیب دیا گیا، تاکہ ہم سمجھ سکیں کہ کون سا طریقہ قابلِ عمل نہیں ہے۔ دُوسرے کو مکمل طور پر کامیاب ہونے کے لیے ترتیب دیا گیا۔ یہ دونوں طریقے پرانے اور نئے عہد میں پیوست ہیں۔

پرانا عہد خُدا کے مقصد کو پورا کرنے اور اُسے کمال تک پہنچانے کی ذمہ داری انسانی بدن پر ڈالتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ ناکام ہوگیا، اِس لیے پرانے عہد کو نئے عہد کے حق میں ختم کر دیا گیا۔ نئے عہد نے خُدا کے مقصد کو پورا کرنے اور ہم سب کو کامل کرنے کی ذمہ داری یسوع پر ڈال دی۔ یقیناً، نئے عہد کی تکمیل ابھی تک نہیں ہوئی، لیکن بادشاہی کی خوش خبری یسوع مسیح کو بہ طور ایک ایسا شخص پیش کرتی ہے جس کے وسیلے خُدا کے

مقاصد پورے ہوں گے۔

ہر ایک بادشاہی میں چار عناصر کا ہونا لازمی ہے، تب ہی اُسے بادشاہی کہا جائے گا۔ اِس میں بادشاہ، شہری، قانون اور علاقہ شامل ہے۔ خُدا کی بادشاہی اِن تمام عناصر پر مشتمل ہے۔ تاریخ خُدا کی بادشاہی کی تشکیل اور ترقی کی کہانی ہے، یہ ایک بیج سے ایک تنا آور درخت بنی اور پوری دُنیا پر پھیل گئی۔

لٰہذا خُدا کی بادشاہی کو سمجھنے کے لیے ہمیں لازماً اُن چار عناصر پر غور کرنا اور دیکھنا چاہیے کہ کیسے وہ تمام عناصر اِس کہانی میں موزوں بیٹھتے ہیں۔

باب۲

بادشاہی کا بادشاہ

زمین کا پہلا بادشاہ آدم تھا، ہم پیدایش ۱:۲۶ میں پڑھتے ہیں:

''پھر خُدا نے کہا کہ ہم اِنسان (عبرانی:awdawm، یا''Adam / הָאָדָם'') کو اپنی صورت اور اپنی شبیہ کی مانند بنائیں اور وہ سمندر کی مچھلیوں اور آسمان کے پرندوں اور چوپایوں اور تمام زمین اور سب جان داروں پر جو زمین پر رینگتے ہیں اختیار رکھیں۔''

پیدایش ۱:۲۶ میں بیان کی گئی اصطلاح ''awdawm / הָאָדָם'' کو عبرانی حرفِ عطف اور حرفِ تنکیر کے بغیر استعمال کیا گیا ہے، اِس طرح اِسے خاص طور پر آدم پڑھنے کی بجائے ''انسان'' پڑھا جاتا ہے۔ پیدایش کی کتاب کا پہلا باب تمام مخلوقات کے تناظر میں ہمیں انسان کی تخلیق کا عمومی بیان فراہم کرتا ہے، تاکہ ہم جان سکیں کہ انسان کی تخلیق چھٹے دن ہوئی۔

پیدایش کی کتاب کا دُوسرا باب ہمیں انسان کی تخلیق کی خصوصی تفصیلات فراہم کرتا ہے، اور اِس کا آغاز آدم سے ہوتا ہے۔ پیدایش ۲:۷ میں عبرانی اصطلاح eth ha-awdawm / אֶת־ הָאָדָם استعمال کی گئی ہے، جس کا مطلب ''وہی انسان آدم'' ہے (مزید تفصیل کے لیے بلنگر کے پیدایش ۲:۷ پر نوٹس کا مطالعہ کریں)۔ دُوسرے لفظوں میں پیدایش ۲:۷ میں اُسی انسان، آدم کا حوالہ دیا گیا تھا جس کا ذکر پیدایش ۱:۲۶ میں کیا گیا۔

پہلے آدم کو اختیار دیا گیا، جس نے اُسے زمین کا قانونی بادشاہ بنا دیا۔ بلاشبہ، خُدا تخلیق کے حق کی وجہ سے اعلیٰ ترین بادشاہ تھا۔ آدم کو زمین پر اختیار دینے کے بعد وہ اپنی حاکمیت سے دست بردار نہیں ہوا۔

یوں جب آدم نے گناہ کیا تو اُس نے زمین پر آزادانہ حکومت کرنے کی کوشش کی گویا جیسے وہ اُس کی ہے۔ درحقیقت، اُس نے خالق کے تخت کو ناحق لے لیا۔ اُس کی آزاد مرضی نے اُسے زندگی کے دائرۂ اثر سے نکال کر موت (فناپذیری) کے دائرۂ اثر میں منتقل کر دیا، اگرچہ خُدا نے اُسے پیدایش ۲:۱۷ میں خبردار کیا اور کہا:

''لیکن نیک و بد کی پہچان کے درخت کا کبھی نہ کھانا کیوں کہ جس روز تو نے اُس میں سے

کھایا تو مَرا۔''

یہ ہمارے بس کی بات نہیں کہ ہم اُس درخت کی بحث کے بارے میں اُلجھیں کہ وہ کس چیز کو ظاہر کرتا ہے۔ ہمارے مختصر مطالعہ میں محض اِس بات کو جان لینا کافی ہے کہ اُس ''درخت'' کا پھل کھانا گناہ اور نافرمانی تھا۔ آدم کے گناہ کا نتیجہ موت ہوا۔

بعدازاں، آدم اور حوا نے اپنے جیسے بچوں کو جنم دیا۔ اگر گناہ سے پہلے اُنھوں نے بچوں کو جنم دیا ہوتا، تو وہ اُن کی شبیہ پر ہوتے جو کہ خُدا کی شبیہ تھی (پیدایش ۱:۲۶)۔ تاہم اُن کی شبیہ بدل گئی اور اُنھوں نے اپنے گناہ گار بدن سے بچوں کو جنم دیا۔ اِس وجہ سے، آدم کے گناہ نے اُسے فانی بنا دیا، اور یہ فنا پذیری اُس کی آنے والی تمام نسلوں میں منتقل ہوگئی۔ پولس رومیوں ۵:۱۲ میں کہتا ہے:

''پس جس طرح ایک آدمی کے سبب سے گناہ دُنیا میں آیا اور گناہ کے سبب سے موت آئی اور یوں موت سب آدمیوں میں پھیل گئی اِس لیے کہ سب نے گناہ کیا۔''

موت انسان کا مہلک اَدُھوراپن، کمزوری یا ''بیماری'' ہے جو اُس کے گناہ کا سبب بنتی ہے۔ بادشاہی کی خوش خبری ہمیں سکھاتی ہے کہ ہم موت پر کیسے غالب آسکتے اور گناہ سے باز رہ سکتے ہیں۔ مزید برآں یہ ہمیں سکھاتی ہے کہ الٰہی منصوبہ بہ طور انسان محض ہمارے لیے نہیں ہے بلکہ یہ پوری دُنیا کے لیے بھی ہے (۱۔یوحنا ۲:۲)۔

آدم جسے اختیار سونپا گیا تھا موت اور گناہ نے اُس کے لیے ایک مسئلہ پیدا کر دیا۔ اگر وہ لافانی رہتا تو وہ زمین کا بادشاہ رہ سکتا تھا اور اُسے وہ اختیار اپنے بچوں کو منتقل نہ کرنا پڑتا۔ یہ آدم کی ذمہ داری تھی کہ وہ زمین کو زیر کرے، یہ تمام چیزوں کو خُدا کے راست اختیار کے ماتحت لانا تھا۔ لیکن کیوں کہ اُس نے گناہ کیا، وہ ناکام ہوگیا، اب ایک دُوسرے ''آدم'' کی ضرورت تھی کہ وہ اُس میں کامیاب ہو جہاں پہلا آدم ناکام ہوگیا تھا۔ وہ ''پچھلا آدم'' یسوع تھا (۱۔ کرنتھیوں ۱۵:۴۵)۔

آدم کی فنا پذیری کا مطلب تھا کہ وہ مر سکتا ہے، اِس لیے اُس کا اختیار تاریخ میں آنے والی نسلوں کو بھی منتقل ہونا تھا۔ اور چوں کہ انسان گرے ہوئے آدم کی شبیہ پر پیدا ہو رہے تھے، اِس لیے اُن کا رجحان صرف اپنی ذات تھا۔ بہت سے لوگوں کی خواہش تھی کہ وہ اپنے آپ کو دُوسرے لوگوں پر حکمران ثابت کریں۔ اُن کی خودغرضی نے اُنہیں اِس بات پر مجبور کیا کہ وہ کیسے اپنی مرضی دُوسروں پر مسلط کر کے اُن کو اپنا غلام بنا سکتے ہیں۔

اور یہی انسانی حکومتوں کی اصل ہے۔

اُس اختیار کا مقابلہ اُن بہت سے لوگوں کے درمیان تھا جو اپنی مرضی کو مسلط کرنا چاہتے تھے، ہر کوئی اُس اختیار کو اپنے لیے چھیننا چاہتا تھا۔ لیکن آئیں، ہم اِبتدا میں جا کر زمین پر بادشاہوں کی حکومتوں کی اصل کے بارے میں مختصراً پتہ لگاتے ہیں۔

سربراہی کا اختیار اُن دو اختیاروں میں سے ایک حق تھا جس نے خود پہلوٹھے کے اختیار کو تشکیل دیا۔ پیدایش ۱:۲۸ میں دُوسرا اختیار پھلنے پھولنے کا دیا گیا جہاں کہا گیا، ''پھلو اور بڑھو''۔ دُوسرا اختیار فرزندیت کی اصل ہے یہ وہ اختیار تھا جسے خُدا کی بادشاہی کو اُس بادشاہی کے شہریوں سے آباد ہونے کے لیے ترتیب دیا گیا۔ بلاشبہ، اگر آدم اور حوّا خُدا کی شبیہ پر بچوں کو جنتے، تو پھر اُن کے تمام بچے بادشاہی کے شہری ہوتے اور اُن کو کوئی مسئلہ بھی نہ ہوتا۔

پہلوٹھے کا حق پیدایش کی کتاب کے پہلے باب میں دونوں اختیاروں کو شامل کرتا ہے جو آدم سے سیت کو منتقل ہوا۔ جب سیت مرا تو یہ اُس کے بیٹے انوس کو دے دیا گیا۔ پہلوٹھے کا حق نوح سے اُس کے بیٹوں کو منتقل ہوا، جس نے پانی کے طوفان کے ذریعے پہلوٹھے کے حق کو حاصل کیا۔

نوح سے یہ حق سِم کو منتقل ہوا، جو چھ سو سال تک جیتا رہا (پیدایش ۱۱: ۱۰، ۱۱)۔ وہ اپنے بیٹوں اور اپنے پوتوں کے ساتھ ایک لمبے عرصے تک زندہ رہا، پس اُن میں سے کسی نے بھی اُس کی زندگی کے دوران پہلوٹھے کے حق کو حاصل نہ کیا۔ دراصل، سِم اپنی اولاد کی دس پشتوں تک زندہ رہا۔ اگر آپ پیدایش گیارہویں باب کا مطالعہ کریں تو آپ غور کریں گے کہ سِم ابرہام سے بھی زیادہ عرصہ زندہ رہا، وہ شخص جو سِم سے زیادہ عرصہ زندہ رہتا وہ پہلوٹھے کے حق کو حاصل کر سکتا تھا۔ (مزید تفصیل کے لیے میری کتاب ''وقت کے بھید'' کا مطالعہ کریں)

آخر سِم اُس وقت مرا جب اضحاق ۱۱۰ سال اور یعقوب ۵۰ سال کا تھا (مزید وضاحت کے لیے صفحہ **۴۱** کا چارٹ ملاحظہ کریں)۔ یوں پہلوٹھے کا حق ابرہام کو چھوڑ کر کلی طور پر براہِ راست اضحاق کو دیا گیا۔ پہلوٹھے کا یہ حق اضحاق کے ساتھ ہے اور کلامِ مقدس میں براہِ راست اِس کا ذکر کیا گیا ہے، ہم دیکھتے ہیں کہ اُس کے دو بیٹے یعقوب اور عیسو تھے اور وہ دونوں اُس حق کے لیے جھگڑا کرتے ہیں۔

بالآخر یعقوب نے پہلوٹھے کا حق حاصل کر لیا، اگرچہ اُس کے جسمانی محرکات کی وجہ سے اُسے اِس کے

لیے بہت سی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ بعد کے سالوں میں پہلوٹھے کا حق یعقوب کے بیٹوں میں تقسیم ہو گیا۔ اُس نے اختیار کے حق کو پہلوٹھے کے حق سے الگ کر کے یہ یہوداہ کو دے دیا (پیدایش ۴۹:۱۰)، اور پہلوٹھے کا بنیادی حق یوسف اور اُس کی اولاد کو دے دیا (پیدایش ۴۹:۲۲)، اِس کی تصدیق ۱۔تواریخ ۵:۱،۲ میں ہوئی۔

یہوداہ کے اختیار کو عارضی کہا گیا، اور یہ اُس وقت تک رہا، ''جب تک شیلوہ نہ آئے اور قومیں اُس کی مطیع ہوں گی۔'' (پیدایش ۴۹:۱۰) یہ پیشین گوئی کچھ مبہم تھی لیکن جیسے جیسے وقت گزرتا گیا یہ واضح ہو گئی۔ عہد کا صندوق اور خیمہِ اجتماع افرائیم (یوسف کا بیٹا) کے علاقہ میں قائم کیا گیا، جسے سیلا کہا جاتا تھا۔ (یشوع ۱:۱۸)

بعدازاں، عیلی کے گھرانے کے بدعنوان کاہنوں کی وجہ سے عہد کا صندوق سیلا سے یروشلیم میں منتقل کر دیا گیا (زبور ۷۸:۶۰۔۶۸)۔ خُدا نے سیلاہ کی طرح یروشلیم کو بھی چھوڑ دیا، وہاں سے اُسے نئے یروشلیم میں مستقل سکونت کے لیے مقرر کیا گیا، ایک رُوحانی شہر جہاں ہم خُدا کا مَقدِس ہوں گے (۱۔ کرنتھیوں ۳:۱۶)، اور اُس کا نام ہمارے ماتھوں پر لکھا ہوا ہو گا (مکاشفہ ۲۲:۴)۔

آخر میں ''شیلوہ'' کی پیشین گوئی زمین پر ایک مادی جگہ کی بجائے لوگوں کا بدن بن گئی۔ لوگوں کے اِس بدن میں مسیح بہ طور سر ہے۔ یہ دونوں مل کر ایک ''نیا انسان'' بناتے ہیں (افسیوں ۲:۱۵)۔ اُسے بہ طور حتمی ''مَقدِس'' دکھایا گیا ہے جو رسولوں اور نبیوں کی نیو پر قائم کی گئی جس کے کونے کے سرے کا پتھر خود مسیح یسوع ہے (افسیوں ۲:۲۰)۔

بالآخر، پہلوٹھے کے حق کے عناصر یعقوب کے ذریعے الگ کر لیے گئے، جن کا مسیح میں متحد ہونا مقصود ہوا۔ وہ پہلی بار یہوداہ کے قبیلے اور خاص طور پر داؤد کی نسل کے پاس آیا تاکہ سربراہی کے حق کا قانونی طور پر اہل ہو سکے۔

اپنی دُوسری آمد میں وہ بہ طور یوسف آئے گا تاکہ پہلوٹھے کے حق کے وصول کنندہ کے طور پر بھی اہل ہو سکے۔ اِسی وجہ سے مکاشفہ ۱۹:۱۳ میں پیشین گوئی کی گئی ہے کہ ''وہ خون کی چھڑکی ہوئی پوشاک پہنے ہوئے ہے۔'' اُسے اِس طرح بیان کیا گیا ہے کہ وہ یوسف کے ساتھ پہچانا جائے، وہ شخص جس کی پوشاک خون میں ڈبوئی ہوئی تھی (پیدایش ۳۷:۳۱)۔ اُس کی آمد ثانی بہت اہمیت رکھتی ہے، کیوں کہ یہ اُس کام کو مکمل کرتی ہے جو اُس کے پہلے ظہور میں شروع ہوا۔ دُوسری آمد کے بغیر وہ یوسف کے پہلوٹھے کے حق کو حاصل کرنے کے قابل نہیں ہو سکے گا۔

مگر سربراہی کے حق کو واپس حاصل کرنے کے لیے، یسوع کا پہلا ظہور داؤد کی نسل اور یہوداہ کے قبیلہ سے تھا، تا کہ وہ قانونی طور پر زمین پر بادشاہ ہونے کے اہل ہو سکے۔ آخر میں تمام بادشاہ جبراً نہیں بلکہ اپنی خوشی سے اُس کی خدمت کریں گے۔ وہ خوشی سے شادمان دل کے ساتھ اُس کی خدمت کریں گے۔

یسوع کسی کو بھی جبراً اپنی ستائش اور اپنے سامنے جھکنے کے لیے مجبور نہیں کرتا، بجائے اِس کے اُس نے تمام لوگوں پر خُدا کی محبت ظاہر کر کے اُن کی محبت اور عزت کو حاصل کرنے کا انتخاب کیا، اِس لیے زبور ۶۷:۴، ۵ میں لکھا ہے:

''اُمتیں خوش ہوں اور خوشی سے للکاریں کیوں کہ تو راستی سے لوگوں کی عدالت کرے گا اور زمین کی اُمتوں پر حکومت کرے گا۔''

پھر بھی، تاریخ دُنیا کے تخت کو چھیننے والے بہت سے غاصبوں کا ذکر کرتی ہے۔ یسوع کے زمین پر حکومت کرنے کے حق کو اِبتدا سے ہی للکارا گیا، سب سے بڑا للکارنے والا نمرود تھا، وہ پہلا شخص تھا جس نے انسانوں کو اپنا مطیع کیا اور ایک مخالف سلطنت قائم کی، جسے بابل کہا گیا۔ بہ ظاہر وہ آنے والے مسیح کی پیشین گوئی سے آگاہ تھا جو زمین پر حکمرانی کرے گا اور نمرود وہ مسیحا بننا چاہتا تھا۔

پھر سِم نے نمرود کی بابل کی بادشاہت کو چھوڑا اور مغرب کی طرف ملکِ کنعان میں آ گیا۔ جہاں اُس نے ایک شہر تعمیر کیا جسے اُس نے سالم ''سلامتی'' یا یروشلیم کا نام دیا، اور وہاں اُس نے اپنا تخت ملکِ صدق ''راست بازی کا بادشاہ'' کے نام سے قائم کیا۔ یہاں سے ہی یہ دو مخالف سلطنتیں ''پوشیدہ بابل'' اور ''نئے یروشلیم'' کے درمیان تاریخی تنازع کا سبب بن گئیں۔

بعدازاں، سربراہی کا اختیار داؤد بادشاہ کو اِس وعدہ کے ساتھ دے دیا گیا کہ موعودہ مسیح اُس کی نسل سے ہوگا۔ داؤد کے تخت کو ابی سلوم نے چیلنج کیا، اُس کا خیال تھا کہ وہ بہ طور داؤد کا فرزند وہ تخت کو لینے کے اہل ہو سکتا ہے۔ لیکن ابی سلوم ایک غاصب تھا، اور اُس کے کردار نے ثابت کیا کہ وہ سربراہی کے اختیار کے لیے نا اہل ہے۔

ایک ہزار سال کے بعد یسوع داؤد کی نسل سے آیا اور اُس نے اپنے تخت کا دعویٰ کیا، لیکن اُسے بھی اِسی طرح چیلنج کیا گیا جیسے ابی سلوم نے داؤد کو کیا تھا۔ داؤد اور ابی سلوم کی کہانی کو نئے عہد نامہ میں پھر سے دوہرایا گیا، جب سردار کاہنوں نے مسیح کے تخت پر قبضہ کر لیا۔ لیکن جیسے داؤد ''دُوسری بار'' آیا، اور ابی سلوم کو معزول

کر کے مار دیا گیا اُسی طرح یسوع مسیح بھی اپنی ''دُوسری آمد'' میں آئے گا اور غاصبوں کو معزول کر کے اُن کی بناوٹی بادشاہت کو تباہ و برباد کر دے گا۔

اُس وقت مسیح بہ طور یوسف آئے گا اور اپنے عصا سے پہلوٹھے کے حق کو دوبارہ متحد کرے گا۔ اُس وقت خُدا کی بادشاہی میں نہ صرف ایک بادشاہ ہو گا بلکہ تخلیق کے پہلے پھل یعنی خُدا کے بیٹوں کو بھی ظاہر کرے گا (یعقوب ۱:۱۸)، جو مسیح کے ماتحت حکومت کریں گے۔

باب ۳

بادشاہی کے شہری

دُوسرا اہم عنصر جو کسی بھی بادشاہی کے لیے لازمی ہے وہ اُس کے شہری ہیں۔ خُدا کی بادشاہی میں وہ لوگ اُس کے شہری ہیں جو خُدا کی اور اُس بادشاہ کی خدمت کرتے ہیں جسے اُس نے زمین پر مقرر کیا ہے۔ آج کل اُن شہریوں کو ''مسیحی'' کہا جاتا ہے، اگرچہ جہاں تک خُدا کی ذات کا تعلق ہے اصل میں ہر وہ شخص خُدا کی بادشاہی کا شہری نہیں جو اپنے آپ کو مسیحی کہتا ہے۔ خُدا دلوں کو دیکھتا ہے نہ کہ ظاہری القاب کو۔

شہری کا تصور پیدایش ۱:۲۸ کے پھل دار اختیار کا بنیادی مرکز ہے، ''پھلو اور بڑھو''۔ اگر آدم اور حوّا گناہ سے پہلے بچوں کو جنم دیتے تو اُن کے بچے خُدا کی شبیہ پر پیدا ہوتے۔ تاہم، گناہ کے بعد بچوں کو جنم دینے میں اُنہوں نے ایسے بچوں کو جنم دیا جو انسان کی شبیہ پر تھے۔ یہ فرق ۱۔ کرنتھیوں ۱۵:۴۷۔۴۹ میں واضح کیا گیا ہے:

> ''پہلا آدمی زمین سے یعنی خاکی تھا۔ دُوسرا آدمی آسمانی ہے۔ جیسا وہ خاکی تھا ویسے ہی اور خاکی بھی ہیں اور جیسا وہ آسمانی ہے ویسے ہی اور آسمانی بھی ہیں۔ اور جس طرح ہم اِس خاکی کی صورت پر ہوئے اُسی طرح اُس آسمانی کی صورت پر بھی ہوں گے۔''

لفظی طور پر ''آدم'' کا مطلب خاکی ہے، کیوں کہ یہ عبرانی لفظ adama سے نکلا ہے جس کے معنی ''مٹی'' ہیں۔ مندرجہ بالا آیات میں پولس پہلے آدم کا موازنہ پچھلے آدم یعنی مسیح سے کرتا ہے۔ پہلے آدم نے ہمیں ایک خاکی تشبیہ دی، لیکن پچھلے آدم نے ہمیں آسمانی تشبیہ دی جس کا خُدا نے اِبتدا سے ہی ارادہ کیا تھا۔

پس بادشاہی کے شہریوں کو مقرر کیا گیا ہے کہ وہ آسمانی تشبیہ میں ڈھلتے جائیں جس سے مُراد مسیح کی تشبیہ یا اُس کے ہم شکل ہونا ہے۔ یہ فرزندیت کا نظریہ ہے۔ اور جس عمل سے وہ فرزندیت کو حاصل کرتے اور اپنے کردار میں مسیح کے ہم شکل اور اُس کی مانند بنتے جاتے ہیں بائبل مقدس میں اِس کے متعلق مختلف طریقوں سے بیان کیا گیا ہے۔ اِس تین درجی عمل کی سب سے بہتر وضاحت اسرائیلی عید کے دنوں میں دیکھی جاسکتی ہے۔

میں نے عید کے اِن تین دنوں کی وضاحت اپنی کتاب، ''آمدِ ثانی کے قوانین'' میں کی ہے۔ یہ تین

عیدیں خروج کی کتاب میں بنی اسرائیل کے مصر سے وعدے کی سرزمین کے سفر کے بنیادی واقعات کی یاد دلاتی ہیں۔ یہ انسان کی بادشاہت کے اختیار سے خُدا کی بادشاہی کے ہمارے ''انفرادی'' سفر کے بارے میں بھی پیشین گوئی کرتے ہیں۔

یہ تین عیدیں ہمارے سفر میں ترقی کے تین مراحل کو ظاہر کرتی ہیں۔ کیوں کہ فسح کا دن وہ دن تھا جب اسرائیلی مصر سے نکلے، یہ اُس وقت کو ظاہر کرتا ہے جب ایک گناہ گار راست باز بنتا ہے تو درحقیقت، وہ مصر سے نکل جاتا ہے۔ جب کوئی خُدا کی بادشاہی کا شہری بنتا ہے تو یہ عید کا دن ہوتا ہے اور یہ حقیقی خُدا کے برّے یسوع مسیح پر ایمان لانے سے ہوتا ہے۔

دُوسرا عید کا دن پینتکست ہے، جو اُس دن کی یاد دلاتا ہے جب خُدا کوہِ سینا پر اُترا اور اسرائیل کو دس احکام دیئے۔ پینتکست کی عید بادشاہی میں حکمران بننے کے لیے شہریوں کی تربیت کو ظاہر کرتی ہے۔ یہ تربیت راست باز میں رُوحانی بلوغت اور اُس کے دل میں بائبل کے قانون کو قائم کرنے کے لیے ترتیب دی گئی ہے، جس سے وہ لوگوں پر حکمت، انصاف اور رحم دلی سے حکومت کرتا ہے۔

تیسری عید خیموں کی عید ہے، یہ وہ دن تھا جب اسرائیلی وعدے کی سرزمین میں داخل ہوئے۔ اسرائیلی اُس وقت وعدے کی سرزمین میں داخل ہونے کے لیے تیار نہیں تھے، کیوں کہ یہ بعد کے دنوں کی پیشین گوئی تھی، جب خُدا صدیوں تک بہت سے لوگوں کو آنے والے دنوں میں خیموں کے دَور میں حکومت کرنے کے لیے تربیت نہیں کرتا۔ خیموں کی عید خُدا کے فرزندوں کے ظاہر ہونے پر پوری ہو جائے گی، جن کو مسیح کے ماتحت حکومت کرنے کے لیے مقرر کیا گیا ہے۔

خُدا کی بادشاہی کے شہری بننے کے لیے صرف مسیح پر ایمان لانے کی ضرورت ہے، جیسا یہ عیدِ فسح میں دکھایا گیا ہے۔ حکمرانی کے لیے پختگی کی ضرورت ہے جو فرمان برداری سے سیکھی جاتی ہے جیسے یہ پینتکست میں دکھایا گیا ہے اور آخرکار عیدِ خیام میں حاصل کی جاتی ہے۔

عیدِ خیام خُدا کے بیٹوں کے ظہور کی پیشین گوئی کرتی ہے، جب بادشاہی کے بالغ شہری مکمل طور پر مسیح کی شبیہ پر ڈھل جائیں گے۔

اُن تین مراحل کا خلاصہ اِن کلیدی الفاظ سے کیا جا سکتا ہے: ایمان، فرمان برداری اور رضا مندی۔ فرزندیت کا سفر ایمان سے شروع ہوتا ہے۔ پھر یہ فرمان برداری کی طرف بڑھتا ہے جس وقت کے دوران

راست باز کو انسانی فطرت میں لازماً خُدا کی مرضی کے بارے میں سیکھنا چاہیے۔ تب وہ خُدا کی آواز اور رُوح القدس کی راہنمائی میں چلنا سیکھتا ہے۔

اِس دوران راست باز کے دل میں بتدریج تبدیلی آتی ہے۔ فرمان برداری کا مطلب خُدا کی مرضی کے تابع ہونا ہے، چاہے کسی کی اپنی مرضی خُدا کے احکامات سے میل کھاتی ہے یا نہیں۔ لیکن جیسے جیسے کسی میں خُدا کے طریقوں کی سمجھ پروان چڑھتی جاتی ہے، فرمان برداری رضامندی کی جگہ لے لیتی ہے۔ رضامندی اُس وقت ہوتی ہے جب کسی شخص کو مزید کسی کام کو کرنے کا کہنے کی ضرورت نہیں ہوتی، کیوں کہ وہ شخص پہلے سے ہی اپنے باطن اور فطرت سے اِس بات کو جانتا ہے کہ کیا کرنا ہے۔

پس فرزندیت کا مقصد نہ ہی ایمان اور نہ ہی فرمان برداری ہے بلکہ اِس کا مقصد مسیح کی عقل سے مکمل طور پر متفق ہونا ہے۔ یہ عیدِ خیام کی تکمیل پر پورا ہو گا۔

خُدا کی بادشاہی کا شہری ہونا مسیحی قوم کے شہری ہونے سے مختلف ہے۔ پرانے عہد نامے کی مسیحی قوم اسرائیل کو یسوع مسیح کے وسیلہ بہ طور ایک مسیحی قوم قائم کیا گیا، جو موسیٰ کو یہوواہ کی صورت میں نظر آیا۔ یہ خروج ۱۵:۲ اور یسعیاہ ۱۲:۲ میں دکھایا گیا ہے، یہ دونوں حوالہ جات ہمیں بتاتے ہیں کہ ''یہوواہ (Yahweh) میری نجات (Yeshua) ہوا''۔ دُوسرے لفظوں میں یشوع (یا ''یسوع'') یہوواہ کا زمینی تجسم ہے، جس نے بنی اسرائیل کو شریعت دی اور موسیٰ کے وسیلے اُن کی تشکیل کی۔

اگر چہ لفظ ''مسیحی'' موسیٰ کے زمانے تک استعمال نہیں ہوا تھا، لیکن یہ اُس وقت پر قابل اطلاق ہے۔ دراصل، مسیح یونانی اصطلاح ''Μεσσίαν/Messiah'' یا ''مسح کیا ہوا'' ہے جو اسرائیل پر حاکم تھا۔ پس اِس لحاظ سے، اگر چہ یسوع ابھی تک بہ طور حتمی ممسوح ظاہر نہیں ہوا تھا، لیکن داؤد جیسے دُوسرے لوگ عارضی طور پر اُس کے تخت پر براجمان تھے۔

اسرائیل کو بہ طور ایک مسیحی قوم قائم کیا گیا۔ یقیناً پرانے عہد کے تحت اِس میں کچھ خامیاں تھیں، جو آخر میں ہلاکت خیز ثابت ہوئیں۔ اولاً، پرانا عہد خود شہریوں پر منحصر تھا، جنہوں نے شریعت پر عمل کرنے کا عہد کیا (خروج ۱۹:۸)، اِس سے اُن کی نجات کی بنیاد فرمان برداری ٹھہری۔ یہ اُن کی ناکامی کا سبب بنا۔

ثانیاً، ملکی قوانین نے مذہبی رسومات کو مسلسل شہری رہنے کے لیے ظاہری مطابقت کی شرط بنا دیا۔ پرانے عہد کے تحت شریعت کمزور تھی کیوں کہ یہ کسی کے دل کی حالت کی داد خواہی نہیں کر سکتی تھی، بلکہ کسی شخص کے

اعمال تک محدود تھی۔ مثال کے طور پر عداوت ایک گناہ ہے (متی ۵:۲۲)، لیکن پرانے عہد کے انتظامات کے مطابق اگر کوئی شخص قتل کرتا تو اُس پر مقدمہ چلایا جاتا۔ تاہم، نئے عہد کے مطابق لازماً ہر کسی کو فریسیوں کی راست بازی سے آگے جانا چاہیے (متی ۵:۲۰)، کیوں کہ اِس انتظام کے مطابق نفرت خود خُدا کی بادشاہی سے بے دخلی کا سبب بنتی ہے۔

ایسا کرنے سے قانون کی دھجیاں نہیں اُڑائی گئیں۔ دراصل شریعت کے تقاضے دل کے رویوں اور مقاصد کو شامل کرنے کے لیے اُٹھائے گئے۔

مسیحی قوم بنیادی طور پر زمین پر خُدا کی بادشاہی کے قوانین کو لاگو کرنے کا ایک پرانے عہد کا طریقہ ہے۔ جب تک شہری قانون کی پاسداری کرتا ہے، اُسے عدالت میں نہیں لے کر جایا جاتا۔ ''نفرت پر مبنی جرائم'' پر مقدمہ چلانے کا تصور دُنیا کی تاریخ میں ایک انوکھی بات ہے۔ شاید یہ قابلِ عمل نہیں، کیوں کہ یہ رُوح القدس کے کام کے علاوہ انسانوں کے دلوں کو منظّم یا تبدیل کرنے کی ایک دُنیاوی کوشش ہے۔ یہ صرف نفرت کو دبانے میں کامیاب ہوگا۔ قانون کا ظاہری اطلاق کبھی بھی دل کو نہیں بدل سکتا۔

اسرائیل نے اِس بات کو جانا کہ خُدا کے قوانین اُس وقت تک قابلِ نفاذ نہیں جب تک شہری اُن قوانین سے متفق نہیں ہوتے اور وہ اُن کے دلوں پر نہیں لکھے جاتے۔ لوگوں کا فطری رُجحان ہے کہ وہ اپنے راستوں پر چلنا چاہتے ہیں۔ یہاں تک کہ فقیہوں اور فریسیوں نے ایسی باتوں سے شریعت کو مسخ کرنا شروع کر دیا جو خُدا نے کبھی بھی نہیں کہیں تھیں۔ پس، ''انسانی روایتوں'' نے شریعت کی جگہ لینی شروع کر دی اور شریعت کو باطل کر دیا (مرقس ۷:۹)۔ اِس کے بارے میں مزید ہم آئندہ صفحات میں بات کریں گے۔

آخر کار ہیکل ''ڈاکوؤں کی کھوہ'' میں تبدیل ہوگئی (یرمیاہ ۷:۱۱)، یہ ایک ایسی جگہ تھی جہاں ڈاکو خُدا کی شریعت سے محفوظ محسوس کر سکتے تھے۔ اُسی وقت خُدا بابلی فوجوں کو چڑھا لایا کہ وہ قوم کو تباہ کریں اور اُس کے شہریوں کو اسیر بنا کر لے جائیں۔ نئے عہد نامے میں بھی بالکل ایسے ہی ہوا، یسوع نے یرمیاہ کے الفاظ کا اقتباس کیا اور اُنہیں اُس وقت کی ہیکل پر لاگو کیا (متی ۲۱:۱۳)۔ بعدازاں چالیس سالوں میں رومیوں نے ہیکل اور شہر کو تباہ کر دیا۔

سب سے اہم نکتہ یہ ہے کہ مسیحی قوم ایک ایسی قوم ہے جو خُدا کی شریعت کو بروئے کار لاتی ہے، لیکن شریعت میں انسانوں کے دلوں کو تبدیل کرنے کی طاقت نہیں ہے۔ یہ اُس کا سب سے مہلک اَدُھورا پن ہے۔ دُوسری

طرف خُدا کی بادشاہی نئے عہد کا تصور ہے۔ یہ تصور عہد عتیق کے مخصوص عرصہ میں نئے عہد کے تصور کے ساتھ نظر آتا ہے (یرمیاہ ۳۱:۳۱-۳۴ کی پیشین گوئی کے مطابق)، لیکن اِس کے ظہور کے لیے مسیح کو بہ طور خُدا کا برّہ آنے کی ضرورت ہوگی کہ وہ صلیب پر اپنی جان دے۔ اِس نئے عہد کی توثیق خون سے ہوگی۔

جس طرح پرانے عہد کے تحت اسرائیلی شہریت کی بنیاد کسی شخص کے اعمال پر منحصر تھی، اُسی طرح نئے عہد کے مطابق خُدا کی بادشاہی کی شہریت کی بنیاد انسان کے دل پر ہے۔

درحقیقت دونوں صورتوں میں شہریت بنیادی ختنہ پر ہے۔ پرانے عہد کے تحت یہ جسمانی ہے اور نئے عہد کے تحت یہ دل کا ہے۔ پرانے عہد کے تحت، بدن کا ختنہ بڑی حد تک بے معنی ہو گیا کیوں کہ ظاہری نشان عموماً کسی کے دل کی حالت کی عکاسی نہیں کرتا۔

فی الواقع مذہبی اور سیاسی راہنما ختنہ کو بہ طور کسی شخص کی قوم میں شہریت کے طور پر دیکھتے۔ نئے عہد نے ظاہری نشانات کو ختم کر دیا اور باطن پر زور دیا۔ جب پولس کہتا ہے کہ یہودی وہ نہیں جس کا ظاہری ختنہ ہوا ہے، یہودی وہ ہے جس کے دل کا ختنہ ہوا ہے (رومیوں ۲:۲۸، ۲۹)۔ وہ خُدا کی بادشاہی کی شہریت کی توضیع کر رہا تھا۔ پولس کہہ رہا تھا کہ خُدا کی بادشاہی کا شہری بننے کے لیے دل کا ختنہ ہونا لازم ہے۔

یہ ہیکل میں کاہنوں کی طرف سے قائم کردہ تقاضوں سے براہِ راست متصادم تھا، جنھوں نے صحن کے دروازے پر محافظوں کو تعینات کیا تا کہ غیر اقوام اور عورتیں فاصلے پر رہیں۔ اِس روایت کے مطابق صرف ختنہ شدہ لوگ ہی خُدا کے پاس جانے کے قابل تھے۔ کسی سے بھی نہیں پوچھا جاتا تھا اور نہ ہی اُس کا معائنہ کیا جاتا تھا کہ اُس کے دل کا ختنہ ہوا ہے کہ نہیں۔

اسرائیلیوں اور یہودیہ کے لوگوں کو شہری سمجھنے کی صرف ایک ہی وجہ تھی اور وہ اُن کا ختنہ تھا، جو عام طور پر آٹھویں دن کیا جاتا تھا۔ تاہم شریعت میں نسلی طور پر اسرائیلی بھی اپنی شہریت سے محروم ہو سکتا تھا اگر وہ شریعت کے قوانین کی خلاف ورزی کرتا ہے، مثال کے طور پر قربانی کی شریعت۔

احبار ۱۷:۱-۷ میں لکھا ہے کہ اگر کوئی شخص قربانی کرتا ہے تو اُس پر لازم ہے کہ وہ اُسے خیمہ اجتماع (ہیکل) میں لائے اور خُدا کے حضور پیش کرے۔ چوتھی آیت میں لکھا ہے کہ اگر وہ ایسا نہیں کرتا تو اُسے "اپنے لوگوں میں سے کاٹ ڈالا جائے۔" یہ شہریت کا خاتمہ ہے۔

نئے عہد کے تحت، یسوع کے ساتھ جو گناہ کی حقیقی قربانی ہے ایک شخص خُدا کی بادشاہی کی شہریت کو کھو سکتا

ہے اگر وہ یسوع کا خون اُس جگہ لانے سے انکار کرتا ہے جو جگہ اُس نے اپنے نام کے لیے مقرر کی ہے۔ دُوسرے لفظوں میں یسوع کا خون ہماری پیشانیوں پر لگنا ضروری ہے، کیوں کہ اب ہم حقیقی مَقدِس ہیں جہاں اُس نے اپنا نام لکھا ہے (مکاشفہ ۲۲:۴)۔ جو کوئی ایسا نہیں کرتا وہ خُدا کی بادشاہی کا شہری نہیں ہے۔

''شریعت رُوحانی ہے'' (رومیوں ۷:۱۴)۔ اِسے خُدا کی بادشاہی میں نافذ کیا جانا چاہیے، لیکن اُس طرح نہیں جیسے اِسے پرانے عہد میں کیا گیا۔

نئے عہد نے ایک ایسی سچائی کو ظاہر کیا جو ہمیشہ سے سچ تھی، لیکن عام طور پر اُسے جانا نہ گیا۔ وہ سچائی یہ تھی کہ خُدا کی شہریت کی بنیاد دل پر ہے نہ کہ بدن پر۔ نئے عہد کی توثیق نے اِس بات کو واضح کر دیا کہ کوئی بھی محض جسمانی ختنہ کی بنیاد پر خُدا کی بادشاہی کا شہری نہیں ہے۔ اِس بات نے یہ واضح کر دیا کہ شہری ہونے کے لیے قربانی کی شریعت کو پورا کرنے کا شرعی تقاضا بھی شامل ہے۔ انسان کو چاہیے کہ وہ مسیح کی حقیقی قربانی کو قبول کرے اور اُس کا خون حقیقی ہیکل میں لگائے جو اُس کا بدن ہے۔

جو شخص بھی ایسا نہیں کرتا تھا وہ اسرائیل اور یہوداہ کا شہری نہیں ہوتا تھا۔ اِسی لیے پولس کہتا ہے ایسا شخص ''یہودی'' (یہوداہ کا شہری) نہیں ہے۔ اِس کا کسی کی نسل اور نسب نامہ سے کوئی تعلق نہ تھا۔ یہ شریعت کا معاملہ تھا جیسے یہ نئے عہد کے تناظر میں لاگو کیا گیا جس کی اب توثیق ہو چکی ہے۔

شریعت میں غیر یہودی اسرائیل کے شہری بن سکتے تھے۔ پرانے عہد کے مطابق اُن کا ختنہ ہونا لازمی تھا۔ پھر بھی اُن کے ساتھ عام طور پر دُوسرے درجہ کے شہریوں جیسا سلوک کیا جاتا، اِس بات نے بہت سے لوگوں کی حوصلہ شکنی کی جو ایسا کرتے تھے۔ نئے عہد میں سب کو لازماً اپنے دل کا ختنہ کرنا چاہیے، قطع نظر اِس کے کہ اُن کا حسب ونسب کیا ہے اور اُنھوں نے کب ایسا کیا، وہ تمام خُدا کی بادشاہی میں برابر ہیں۔ گلتیوں ۳:۲۸ میں لکھا ہے:

> ''نہ کوئی یہودی رہا نہ یونانی۔ نہ کوئی غلام نہ آزاد۔ نہ کوئی مرد نہ عورت کیوں کہ تم سب مسیح یسوع میں ایک ہو۔''

نئے عہد نامے میں سب کو شہریت کے یکساں مواقع حاصل ہیں، اور سب ایک ہی طریقے سے شہریت کو حاصل کرتے ہیں۔ کوئی بھی شہریت کی بنیاد کے لیے اپنا حسب ونسب، خاندان اور جسمانی ختنہ پیش نہیں کر سکتا۔ ہر شخص کو حق حاصل ہے کہ وہ فسح سے پینتکست اور خیموں کی عید سے خُدا کے بیٹوں کے ظہور کی جانب بڑھے۔ اس میں سب کے لیے یکساں مواقع ہیں۔

باب ۴

بادشاہی کے قوانین

بادشاہی کے قوانین کی وضاحت محض اُن باتوں سے کی جاتی ہے جو خُدا انسان کو کرنے کے لیے کہتا ہے۔ بادشاہ کا فرمان بردار ہونا اُس کے قوانین کو ماننا ہے۔ بادشاہی کے قوانین صرف بادشاہ کے راست کردار کا اظہار ہیں۔ یہ وہ معیار ہیں جس سے راست بازی کو ناپا جاتا ہے۔ بادشاہ کے کردار کی پامالی گناہ ہے۔

گناہ کے لیے عبرانی اصطلاح ''khataw / חַטָּאָה'' استعمال ہوتی ہے، جس کا مطلب ''نشانہ چوک جانا'' یا ''مقصد کو حاصل کرنے میں ناکامی'' ہے۔ مثال کے طور پر رومیوں ۳:۲۳ میں لکھا ہے:

''اِس لیے کہ سب نے گناہ (ἥμαρτον / Hamartanó) کیا اور خُدا کے جلال سے محروم ہیں۔''

اِسی وجہ سے سب ہی اُس ہدف یا نشان سے پیچھے رہ گئے۔ کوئی بھی خُدا کے راست کردار کے معیار تک نہ پہنچ پایا، سب ناکام ہو گئے۔

شریعت کا مقصد گناہ گاروں سے نپٹنا اور اُن کی اصلاح کرنا ہے۔ جب تک گناہ گار موجود ہیں، لوگوں کو اُن کے پڑوسیوں کو نقصان پہنچانے سے باز رکھنے کے لیے شریعت کا ہونا لازمی ہے۔ زمین پر امن و امان قائم رکھنے کے لیے اِن قوانین میں لازماً نافرمانی کی سزائیں ہونا چاہئیں، تاکہ جب لوگ دُوسروں کے حقوق کی پامالی کریں تو قانون کی بالادستی کو قائم رکھا جاسکے۔

پولس ۱۔ تیمتھیس ۱:۸۔۱۱ ہمیں شریعت کے مقصد کے بارے میں بتاتا ہے،

> ''مگر ہم جانتے ہیں کہ شریعت اچھی ہے بشرطیکہ کوئی اُسے شریعت کے طور پر کام میں لائے۔ یعنی یہ سمجھ کر کہ شریعت راست بازوں کے لیے مقرر نہیں ہوئی بلکہ بے شرع اور سرکش لوگوں اور بے دینوں اور گناہ گاروں اور ناپاکوں اور رِندوں اور ماں باپ کے قاتلوں اور خونیوں۔ اور حرام کاروں اور لونڈے بازوں اور بردہ فروشوں اور جھوٹوں اور جھوٹی قسم کھانے والوں اور اِن کے سوا صحیح تعلیم کے اور برخلاف کام کرنے والوں کے واسطے ہے۔''

اِبتدا میں، دُنیا میں گناہ کے آنے سے پیشتر، خُدائے بزرگ و برتر کی جانب سے لوگوں پر قوانین مسلط کرنے کی

ضرورت نہیں تھی۔ لیکن جب انسان نے گناہ کیا تو یہ لازمی ہو گیا کہ اِس نئی حالت سے نمٹنے کے لیے قانون موجود ہو۔ اور آخر میں جب خُدا ہی ''سب کچھ'' ہو گا، تو پھر اِن قوانین کی ضرورت نہیں رہے گی کیوں کہ خُدا کی شریعت سب آدمیوں کے دلوں پر لکھی جائے گی۔ تب لوگ وہی کریں گے جو فطرتاً دُرست ہو گا اور اُن کو ایک دُوسرے کے خلاف بدی کرنے سے روکنے کے لیے کسی بھی قانون نافذ کرنے والے ادارے کی ضرورت نہیں رہے گی۔

جیسے جیسے انسان اخلاقی طور پر بگڑتا گیا خُدا کے قوانین بتدریج ظاہر ہوئے۔ پہلا قانون پیدایش ۱۶:۲، ۱۷ میں دیا گیا:

''اور خُداوند خُدا نے آدم کو حکم دیا اور کہا کہ تو باغ کے ہر درخت کا پھل بے روک ٹوک کھا سکتا ہے۔ لیکن نیک و بد کی پہچان کے درخت کا کبھی نہ کھانا کیوں کہ جس روز تو نے اُس میں کے کھایا تو مَرا۔''

اُس وقت کسی اور قانون کی ضرورت نہیں تھی۔ کیوں کہ یہ قانون آدم اور حوّا کے گناہ کو ثابت کرنے کے لیے کافی تھا۔ جب اُنھوں نے گناہ کر لیا تو نسلِ انسانی میں ایک طویل بگاڑ شروع ہو گیا، اور اِس طرح مزید قوانین کی ضرورت پیش آئی تا کہ لوگ اِن معاملات میں خُدا کی عقل کو جان سکیں۔

پانی کے طوفان کے بعد خُدا نے نوح کو مزید قوانین دیئے جن کے مطابق اُس نے زمین پر حکومت کرنی تھی۔ نوح زمین کا قانونی بادشاہ تھا، کیوں کہ آدم کی طرف سے پہلوٹھے کا حق اُسے دیا گیا۔ نوح پہلے سے ہی پاک اور ناپاک جانوروں کے درمیان فرق کو جانتا تھا، کیوں کہ طوفان سے پہلے اُن جانوروں کو کشتی میں لانے کے لیے اِس بات کا جاننا بہت ضروری تھا۔ (پیدایش ۷:۲)

طوفان کے بعد خُدا نے پیدایش ۹:۱۔۷ میں مزید قوانین دیئے، اُنھیں کہا گیا کہ وہ خون کو گوشت کے ساتھ نہ کھائیں (۹:۴)، کیوں کہ خون کو انسان کی خوراک کے لیے نہیں بنایا گیا تھا۔ اور اگر کوئی آدمی اپنے پڑوسی کا خون کرتا تو اُس کی جان بھی لے لینے کا حکم دیا گیا۔ (۹:۶)

اِس میں کوئی شک نہیں کہ آنے والی صدیوں میں الہام کے ذریعے خُدا کے راست کردار کی بہت سی صفات ظاہر ہوئیں۔ ہم پیدایش ۲۶:۵ میں پڑھتے ہیں کہ خُدا نے ابرہام کو برکت دی: ''اِس لیے کہ ابرہام نے میری بات مانی اور میری نصیحت اور میرے حکموں اور قوانین و آئین پر عمل کیا۔''

لٰہذا یہ بات واضح ہے کہ موسیٰ کے زمانے سے بہت پہلے الٰہی قوانین موجود تھے جن کے ذریعے ابرہام نے زندگی گزاری۔ ابرہام کا ایمان اِس حقیقت سے ظاہر ہوا جب اُسے کسدیوں کے اُور کو چھوڑ کر کنعان کی سرزمین میں جانے کا حکم ملا تو اُس نے خُدا کے اُس حکم کی پیروی کی۔ ابرہام عظیم مردِ ایمان تھا، لیکن اُس کا ایمان اُس کی فرمان برداری سے ظاہر ہوا۔

ابرہام سے چار صدیوں کے بعد، موسیٰ بنی اسرائیل کو ملکِ مصر سے لے کر کوہ سینا آیا، جہاں خُدا نے اُنھیں بادشاہی کے لیے مکمل قوانین و آئین دیئے۔ یہ قوانین خُدا اور انسان اور انسان اور اُن کے پڑوسیوں کے درمیان تعلقات کو منظّم کرنے کے لیے تھے۔ اِن قوانین نے انصاف کی مکمل تعریف بیان کی کہ انصاف ہمیشہ جُرم کے مطابق ہونا چاہیے۔ جب معاوضہ ممکن نہ ہوتا تو جُرم کی سزا موت قرار دی جاتی۔

یہ قوانین بادشاہی کے سابقہ قوانین کی طرح تھے، اُن کو اِس لیے ترتیب دیا گیا کہ انسانوں کے دُوسروں کو نقصان پہنچانے کے جسمانی میلان کو اِس سے باز رکھا جائے۔ اُن قوانین میں فیصلے شامل تھے، جن میں دُوسروں کے حقوق کی خلاف ورزی کے لیے مخصوص سزاؤں کی وضاحت کی گئی تھی۔ اُن قوانین نے نہ صرف متاثرین کے حقوق کا تحفظ کیا، بلکہ قانون شکنوں کے حقوق کی بھی حفاظت کی۔ کیوں کہ تاریخ نے یہ ظاہر کیا ہے کہ انسان کے قانون وضع کرنے کے میلان نے خود جُرم کو بڑھایا۔

پولس رسول رومیوں ۷: ۱۲ میں خُدا کی شریعت کے متعلق کہتا ہے:

''پس شریعت پاک ہے اور حکم بھی پاک اور راست اور اچھا ہے۔''

وہ چودھویں آیت میں ہمیں بتاتا ہے کہ ''شریعت رُوحانی'' ہے۔ بہت سے لوگ یہ تعلیم دیتے ہیں کہ الٰہی قانون نفسانی یا جسمانی ہے، جیسے یہ انسان کی جسمانی عقل سے وجود میں آیا۔ لیکن یہ سچ نہیں ہے۔ ''خُدا رُوح ہے'' (یوحنا ۴: ۲۴)۔ اور جو بھی قانون اُس کی طرف سے آتا ہے وہ رُوحانی ہے۔

تاہم، قانون کی عمل داری جسمانی سوچ رکھنے والے منصفوں کی وجہ سے آسانی سے داغ دار ہو جاتی اگر وہ قانون بنانے والے کی سوچ کو نہ جانتے۔ اِس عمل نے بعد کے سالوں میں اسرائیل کے لیے مسئلہ کھڑا کر دیا، اِس لیے یسوع نے ضروری سمجھا کہ اُن کی شریعت کی تشریحات کو دُرُست کیا جائے۔ یسوع نے مشہورِ زمانہ ''پہاڑی واعظ'' میں اُن توضیحات کو دُرُست کیا۔

شریعت کی انسانی توضیحات کو ''انسانی روایات'' کے نام سے جانا جاتا تھا۔ یہ جدید قانونی مثالوں سے

مماثلت رکھتی ہیں، جن سے لوگ آئین کی تشریح کرتے ہیں۔ جب لوگ قانون بنانے والوں کے مقصد سے متفق نہیں ہوتے تو پھر یہ ایک فطری میلان ہے کہ قانون کے اصل مقصد سے انحراف کیا جائے۔ غیر کامل انسانوں کے معاملات میں یہ پسندیدہ ہوسکتا ہے لیکن اِسے خُدا کی شریعت میں نہیں کیا جا سکتا۔

تاہم، ربیوں نے بائبلی قوانین کی اِس طرح دوبارہ تشریح کی کہ وہ قانون منسوخ ہو گئے۔ یسوع ہم پر شریعت کے حقیقی معنی ومفہوم ظاہر کرنے کے لیے آیا، جیسے اصل میں یہ خُدا کی نظر میں تھے۔ لیکن بعد کے سالوں میں کلیسیا اُسی غلطی کا شکار ہوئی جب اُنھوں نے انسانی عقل سے اپنی روایات کو ترتیب دیا۔ جتنا زیادہ لوگ خُدا کی عقل سے رُوگردانی کرتے گئے، اتنے ہی اُنھوں نے صحیح اور غلط کے اپنے تصورات کو ثابت کرنے کے لیے دوبارہ سے تشریح کرنی شروع کر دیں۔

ربیوں کی لکھی گئی ''روایات'' بعد کے سالوں میں لکھی گئی اور اُنھیں آج کل یہودی تلمود کے نام سے جانا جاتا ہے۔ تلمود بائبل مقدس نہیں ہے، یہ انسانی روایات کی تالیف ہے۔ ہم مرقس کی انجیل کے ساتویں باب میں پڑھتے ہیں:

> ''پس فریسیوں اور فقیہوں نے اُس سے پوچھا کیا سبب ہے کہ تیرے شاگرد بزرگوں کی روایت پر نہیں چلتے بلکہ ناپاک ہاتھوں سے کھانا کھاتے ہیں؟ اُس نے اُن سے کہا یسعیاہ نے تم ریاکاروں کے حق میں کیا خوب نبوت کی جیسا کہ لکھا ہے:۔
> یہ لوگ ہونٹوں سے تو میری تعظیم کرتے ہیں لیکن اِن کے دِل مجھ سے دُور ہیں۔
> اور یہ بے فائدہ میری پرستش کرتے ہیں
> کیوں کہ انسانی احکام کی تعلیم دیتے ہیں۔
> تم خُدا کے حکم کو ترک کر کے آدمیوں کی روایت کو قائم رکھتے ہو۔
> اور اُس نے اُن سے کہا تم اپنی روایت کو ماننے کے لیے خُدا کے حکم کو بالکل ردّ کر دیتے ہو۔''
> (مرقس ۷:۵۔۹)

مندرجہ بالا پیرا سے آپ خُدا کے احکامات اور انسانی روایات کے درمیان فرق کر سکتے ہیں۔ یسوع ہمیشہ شریعت اور خُدا کے احکامات کے متعلق اچھی باتیں کہتا، مگر بزرگوں کی بہت سی روایات سے وہ متفق نہیں ہوتا تھا۔ اُس اختلاف کو جاننے کے لیے اُس کے پس پردہ حقیقت کو جاننا بہت ضروری ہے۔

پولس رُسول نے واضح کیا کہ خُدا نے اپنی شریعت کو ردّ نہیں کیا، یسوع نے ہمارے اور اِس دُنیا کے گناہ کے کفّارہ کے لیے شریعت کی پوری سزا کو اپنے اُوپر لے لیا۔ اِس بات نے شریعت کو پورا کر دیا۔ اِس بات نے شریعت کے انصاف کے تمام تقاضوں کو پورا کر دیا۔

یسوع شریعت کو ردّ کر کے صلیب سے بچ سکتا تھا، لیکن اِس کی بجائے اُس نے ہمارے گناہ کے لیے صلیب پر جان دے کر شریعت کے تمام تقاضوں کو پورا کر دیا۔ اُس نے ظاہر کیا کہ وہ شریعت کے انصاف کے تمام تقاضوں سے متفق ہے۔ گناہ کا معاوضہ ادا کرنے سے اُس نے دُنیا کو موت سے بچا لیا۔ اِسی لیے پولس نے رومیوں ۶:۱۴ میں ہمیں بتایا:

> ''اِس لیے کہ گناہ کا تم پر اختیار نہ ہو گا کیوں کہ تم شریعت کے ماتحت نہیں بلکہ فضل کے ماتحت ہو۔''

''شریعت کے ماتحت'' ہونے کا مطلب ہے کہ کوئی شخص شریعت کا مجرم ہے اور بہ طور گناہ گار وہ سزا کا حق دار ہے۔ جب بھی کوئی شخص گناہ کرتا ہے تو وہ اُس گناہ کی وجہ سے شریعت کے ماتحت آ جاتا ہے، شریعت اُس وقت تک گناہ گار کو آزاد نہیں کرتی جب تک اُس کا معاوضہ ادا نہیں کیا جاتا۔ جب یسوع نے شریعت کا معاوضہ ادا کر دیا، تو گناہ گار آزاد ہو گیا اور شریعت کا تقاضا پورا ہو گیا۔ اب گناہ گار کو شریعت سے کسی قسم کا خطرہ نہیں، اب گنارگار ''فضل کے ماتحت'' ہے، اِس لیے نہیں کہ گناہ کو جائزہ قرار دے دیا گیا ہے۔ بلکہ گناہ کا معاوضہ ادا کر دیا گیا ہے۔

تاہم، اِس بات نے کسی بھی گناہ کو معمولی گناہ نہیں بنایا۔ چوری اب بھی گناہ ہے، قتل اب بھی گناہ ہے، اور اِسی طرح زنا اب بھی گناہ ہے۔ یسوع کی صلیبی موت نے کسی بھی طرح گناہ کو قانونی حیثیت نہیں دی۔ اِن ناانصافیوں کے خلاف شریعت کو منسوخ نہیں کیا گیا۔ یسوع کی صلیبی موت کے بعد چوری ایک اچھا عمل نہیں بن گئی۔

شریعت خُدا کے کردار کا اظہار کرتی ہے۔ بنیادی فرق یہ ہے کہ یسوع نے ہمارے اُس گناہ کا کفارہ ادا کر دیا جس کا شریعت تقاضا کرتی تھی۔ شریعت کبھی بھی اپنی مقررہ حد سے زیادہ معاوضے کا تقاضا نہیں کرتی۔ اِس طرح ہم ''فضل کے ماتحت'' ہیں۔

لیکن پولس اِس بات کو واضح کرتا ہے کہ ''کیا گناہ کرتے رہیں تاکہ فضل زیادہ ہو؟'' (رومیوں ۶:۱)

وہ رومیوں ۶:۱۵ میں کہتا ہے:

''پس کیا ہوا؟ کیا ہم اِس لیے گناہ کریں کہ شریعت کے ماتحت نہیں بلکہ فضل کے ماتحت ہیں؟ ہرگز نہیں۔''

بالفاظ دیگر، اگر میں نے ہائی وے پر رفتار کے قانون کی خلاف ورزی کی تو قانون نافذ کرنے والا افسر میرا چلان کرسکتا ہے اور مجھے اُس کا جرمانہ (معاوضہ) ادا کرنا پڑے گا۔ اگر میں اُس جرمانے کو ادا نہیں کرسکتا، تو میں ''قانون کے ماتحت'' آجاؤں گا، جب تک میں اُس جرمانے کی ادائیگی نہیں کرتا۔ اِس جرمانے کو ادا نہ کرنے کی وجہ سے شاید مجھے جیل بھی جانا پڑ جائے۔ لیکن اگر میرا کوئی رشتہ دار اُس جرمانہ کو ادا کردیتا ہے تو میں ''فضل کے ماتحت'' آجاؤں گا اور قانون مجھے آزاد کردے گا۔

لیکن اگر میں مسلسل رفتار کے قانون کو اِس نیت سے توڑوں کہ وہ میرا جرمانہ ادا کردے گا۔ تو میرا وہ رشتہ دار کیا سوچے گا؟ کیا ایسا کرنا اُس کے لیے عزت کی بات ہوگی؟ ہرگز نہیں، بہت سے مسیحیوں کو یہ سکھایا جا رہا ہے کہ اب اُن کے پاس گناہ کرنے کا حق ہے، کیوں کہ یسوع نے گناہ کا معاوضہ ادا کرکے اُسے قانونی حیثیت دے دی ہے۔

مسیحیوں کو ہرگز یہ حق حاصل نہیں کہ وہ مسلسل گناہ کرتے رہیں، یوحنا ہمیں بتاتا ہے کہ ''گناہ شرع کی مخالفت ہی ہے'' (۱۔ یوحنا ۳:۴) یسوع نے کہا کہ قیامت کے دن بہت سے لوگ اُس کے سامنے کھڑے ہوں گے اور کہیں گے کہ ہم نے تیرے نام سے معجزات کیے ہیں۔ لیکن یسوع اُن سے کہے گا، ''میری کبھی تم سے واقفیت نہ تھی۔ اے بدکارو میرے پاس سے چلے جاؤ۔'' (متی ۷:۲۳)

بادشاہی کے قوانین اِس لیے دیئے گئے تاکہ انسان میں لاقانونیت کے رجحان کو روکا جاسکے۔ خُدا لاقانونیت کے اِس مسئلہ سے دو طریقوں سے نمٹا۔ پرانے عہد کا طریقہ جو موسیٰ کے ذریعے قائم کیا گیا یہ لاقانونیت کو شریعت کی بیرونی طاقت کے ذریعے روکتا ہے۔ نئے عہد کا طریقہ مسیح کے وسیلہ قائم کیا گیا یہ راست باز کے اندر بسنے سے رُوح القدس کی باطنی قوت سے فطرت کو بدلتا ہے۔

پرانے عہد کا طریقہ محض جزوی طور پر کامیاب ہوا، لیکن تاریخ اِس بات کی گواہ ہے کہ قانون پر عمل درآمد کرنے کے لیے ظاہری پابندیاں آخرکار ہمیشہ ناکام ہوجاتی ہیں۔ یہ انسان کی فطرت ہے کہ وہ ہمیشہ قانون کے دائرہ سے باہر نکلنے کے راستے تلاش کرتا ہے یا وہ گرفت میں آئے بغیر ناانصافی کے کام کرنے کی تلاش میں رہتا ہے۔

اِسی وجہ سے قومیں زیادہ سے زیادہ قوانین بناتی ہیں اور اُن قوانین کی وجہ سے زیادہ سے زیادہ پابندیاں لاحق ہوتی ہیں۔ لاقانونیت کے خاتمہ اور جرائم کو روکنے کے لیے بتدریج سزاؤں کو بڑھایا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ سزائیں انصاف سے کہیں زیادہ بڑھ چکی ہیں لیکن پھر بھی جُرم بڑھتا جا رہا ہے۔

نیا عہد لاقانونیت کو محض روکتا ہی نہیں بلکہ رُوح القدس ہمارے دلوں میں بس کر ہمارے باطن میں عمل کرتا ہے۔ وہ خوف سے حکومت کرنے کی بجائے محبت سے کام کرتا ہے اور ہمارے دلوں پر شریعت کو کندہ کرتا ہے۔ اِس باطنی عمل کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ہم خُدا کے راست کردار پر ڈھلنا شروع کر دیتے ہیں۔ یہ کسی مجبوری کے ماتحت نہیں ہوتا بلکہ اس لیے ہوتا ہے کہ ہم خُدا سے متفق ہوتے ہیں۔ اِس کا حصول کلامِ مقدس کے مطالعہ، رُوح القدس کی راہنمائی، خُدا کی مرضی کو جاننے اور مسیح کی آنکھوں سے شریعت کو دیکھنے سے ممکن ہوگا۔

اِس طرح خُدا کی شریعت نہ صرف خُدا کے کردار کا اظہار بن جاتی ہے، بلکہ اِس سے ایمان دار کا کردار بھی ظاہر ہوتا ہے۔ وہ چوری، خون اور زنا نہیں کرے گا یہاں تک کہ اگر دُنیاوی قوانین اُسے بغیر کسی سزا کے یہ کام کرنے کی اجازت بھی دیں تب بھی وہ ایسا نہیں کرے گا۔ بیرونی قوانین اِس کا محرک نہیں رہتے بلکہ اُس کا محرک باطنی مقاصد بن جاتے ہیں۔

یہ نئے عہد کا طریقہ ہے جس کے ذریعے خُدا زمین پر راست بازی کو قائم کر رہا ہے۔ بادشاہی کے قوانین اُس کے شہریوں کے دلوں پر لکھے جا رہے ہیں۔ خُدا لوگوں کو اپنی بادشاہی کے اچھے شہری بننے اور دُوسروں کو اُس کے راست کردار کی گواہی دینے کے لیے تربیت دے رہا ہے۔

باب ۵

بادشاہی کا علاقہ

خُدا کی بادشاہی کے علاقہ میں ہر وہ چیز شامل ہے جسے خُدا نے تخلیق کیا ہے، چاہے وہ آسمان میں ہے یا زمین پر۔ تمام چیزیں جو اُس کی ہیں اُس کی بادشاہی کا حصہ ہیں، اور وہ تخلیق کے حق کی وجہ سے زمین کا مالک ہے۔

موسیٰ کے دنوں میں، جب خُدا نے بنی اسرائیل کو ملکِ کنعان میں اُن کی میراث دی تو خُدا نے یہ واضح کر دیا کہ انسان حقیقت میں زمین کا مالک نہیں ہے۔ اُنھیں زمین کی فرمانروائی نہیں دی گئی بلکہ بجائے اِس کہ اُنھیں اختیار دیا گیا۔ یہ احبار ۲۵:۲۳ میں براہِ راست بیان کیا گیا، جہاں خُدا کہتا ہے:

''اور زمین ہمیشہ کے لیے بیچی نہ جائے کیوں کہ زمین میری ہے اور تم میرے مسافر اور مہمان ہو۔''

دُوسرے لفظوں میں لوگوں کے لیے زمین کا استعمال قانون کے ذریعے محدود کیا گیا۔ یہ غیر مشروط نہیں تھا۔ اگر وہ اُس کے قوانین کی پابندی کا انکار کرتے تو خُدا کے پاس یہ حق تھا کہ وہ اُن کی عدالت کرے اور اُنھیں اُس زمین سے بے دخل کر دے۔ (احبار ۲۶:۳۳)

بالفظ دیگر، اسرائیل کا ملکِ کنعان پر حق اُن کی اطاعت سے مشروط تھا۔ یہ اُن کی نافرمانی اور بغاوت تھی کہ آخرکار خُدا نے اُنہیں پہلے بابلیوں اور پھر رومیوں کے ذریعے زمین سے دخل انداز کر دیا۔

جب خُدا نے یہوداہ کو بابل کے بادشاہ نبوکدنضر کے ذریعے زمین سے بے دخل کیا تو خُدا نے ایک بار پھر اُنھیں بہ طور خالق ایسا کرنے کے اپنے حق کو اُن پر ظاہر کیا۔ یرمیاہ ۲۷:۵ میں لکھا ہے:

''کہ میں نے زمین کو اور انسان و حیوان کو جو رُوئے زمین پر ہیں اپنی بڑی قدرت اور بلند بازو سے پیدا کیا اور اُن کو جسے میں نے مناسب جانا بخشا۔''

زمین کو خُدا کا جلال ظاہر کرنے کے لیے تخلیق کیا گیا، اور اُس کا یہ مقصد آخر میں پورا ہو جائے گا۔ خُدا اپنے مقاصد میں کبھی بھی ناکام نہیں ہوگا۔

کنعان کی سرزمین آنے والی عظیم تکمیل کی علامت اور سایہ تھی۔ کنعان کو ایک ایسے نمونے کے طور پر سمجھیں جو خُدا نے پوری دُنیا پر اپنے مقصد کو ظاہر کرنے کے لیے ترتیب دیا۔ وہ محض کنعان کا خُدا نہیں اور نہ ہی وہ صرف ابرہام، اضحاق اور یعقوب کا خُدا ہے بلکہ "وہ تمام رُویِ زمین کا خُدا کہلائے گا۔" (یسعیاہ ۵۴:۵)

پرانا عہد پہلا طریقہ تھا جسے خُدا نے اپنے مقصد کو ظاہر کرنے کے لیے پیش کیا۔ اِسے ناکام ہونے کے لیے ترتیب دیا گیا، کیوں کہ خُدا چاہتا تھا کہ انسان اپنی حدود کے بارے میں جانے۔ پرانے عہد نے انسان پر ذمہ داری عائد کہ وہ خُدا کا فرمان بردار ہونے سے اپنی کوشش، اپنی مرضی اور اپنے فرمان بردار ہونے کے وعدے کو پورے کرنے سے بادشاہی کو قائم کرے (خروج ۱۹:۸)۔ اُن کا اپنی ذات پر اعتماد حقیقی تجربہ سے پاش پاش ہو گیا۔

پہلے اسرائیل اور پھر یہوداہ اِس میں ناکام ہوئے اور اُنھیں زمین سے بے دخل کر دیا گیا۔ پھر خُدا نے ایک نئے عہد کو قائم کیا، اِس عہد میں خُدا نے زمین پر راست بازی کو قائم کرنے کی ذمہ داری اپنے اُوپر لے لی۔ نئے عہد میں خُدا کہتا ہے، "میں کروں گا" اور "تم چاہو گے"۔ بجائے پرانے عہد کے جس میں کہا گیا، "اگر تم نے یہ کیا"۔ نئے عہد کی تکمیل کا انحصار خُدا کی قابلیت پر ہے نہ کہ انسان کی قابلیت پر۔

مزید برآں، بادشاہی کا علاقہ فلسطینی سرزمین کی ایک چھوٹی سی پٹی سے پوری زمین تک بڑھا دیا گیا۔

جب خُدا نے یرمیاہ کے زمانے میں یہوداہ کو کنعان سے بے دخل کیا تو پہلے پہل لوگوں نے سوچا کہ یہ اسیری محض ستر سال پر مشتمل ہو گی، اِس کے بعد لوگ واپس آ جائیں گے اور زندگی پھر سے اپنے معمول پر آ جائے گی۔ لیکن دانی ایل دُوسرے باب کے مطابق نبوکدنضر کے خواب نے ظاہر کیا کہ بابل بڑی مورت میں صرف "سونے کا سر" ہے۔ یہ مورت ایک لمبی اسیری کو ظاہر کرتی ہے جو اخیر زمانے تک جاری رہے گی۔

اِسی طرح، جب یہوداہ کی ستر سالہ بابلی اسیری ختم ہوئی، تو وہ مزید دو صدیاں مادیوں اور فارسیوں کے تسلط میں چلے گئے۔ مادیوں اور فارسیوں نے بنوکدنضر کے خواب کی مورت کے دو "چاندی کے بازوؤں" کو ظاہر کیا۔ اِس کے بعد یونانیوں نے تانبے کے پیٹ اور آخر کار رومیوں نے "لوہے کی ٹانگوں" کو ظاہر کیا۔ علاوہ ازیں دانی ایل نے خود ایک رُویا دیکھی کہ روم کا عرصہ مختلف طرح سے "چھوٹے سینگ" سے بڑھ جائے گا (دانی ایل ۷:۸، ۲۰)، جو کہ ۴۷۶ عیسوی میں رومی شاہی حکومت کے خاتمہ کے بعد پاپائے روم میں پوری ہوئی۔

دانی ایل نے سلطنتوں کے اِس تسلسل میں محض تاریخ کا مختصر خاکہ دیکھا،لیکن اُس نے دیکھا کہ وقت کے اختتام پر حق تعالیٰ کے مقدسوں کو زمین پر عمل داری اور اختیار دیا جائے گا۔تب ہی یہ طویل اسیری حقیقت میں ختم ہوگی۔اور جب ہم نئے عہد نامہ کی جانب بڑھتے ہیں تو ہم دیکھتے ہیں کہ راست بازوں کو اختیار دیا جائے، یہ اختیار پہلے عہد کی قدرت سے نہیں بلکہ نئے عہد کی قدرت سے دیا جائے گا۔

خُدا زمین کو متحد کرنے کے لیے بھی اُن بابلی سلطنتوں کے تسلسل کو استعمال کرسکتا ہے،جیسے بابل کے بانی نمرود نے اِبتدا میں فتوحات کی وساطت سے بنی نوع انسان کو اکٹھا کرنے کی کوشش کی (پیدایش ۱۱:۴)۔چناں چہ خُدا نے بابل کے ارادے کو اپنے مقصد کے لیے استعمال کیا،تاکہ بادشاہی کا دائرہ وسیع کرکے پوری زمین کو شامل کیا جاسکے۔اِس طریقہ سے جب خُدا بابل کا خاتمہ کرتا تو وہ ایک ہی وقت میں اُس کے تمام اثاثوں کو لینے کی قابلیت رکھتا ہے اور یوں وہ پوری زمین پر دعویٰ کرتا ہے۔

اگرچہ مسیحی اِس بابلی کوشش جس میں ایک عالمگیر حکومت، مذہب،معیشت اور سرحدوں کے خاتمہ کی کوشش کی جارہی ہے اُس سے خوف زدہ ہوسکتے ہیں،لیکن وہ لوگ جو الٰہی منصوبہ کو سمجھتے ہیں اور خُدا کی حاکمیت پر یقین کرتے ہیں وہ اُن پیش رفتوں کو بغیر کسی خوف کے دیکھ سکتے ہیں۔

وہ جانتے ہیں کہ یہ تمام باتیں خُدا کے عظیم مقصد کا حصہ ہیں،اور خُدا بابلیوں کو (جیسے اُس نے بنوکدنضر کو استعمال کیا) بہ طور اپنے خادم استعمال کررہا ہے (یرمیاہ ۲۵:۹)۔وہ خُدا کے بے خبر خادم ہیں،جنہیں خُدا کی بادشاہی کے لیے اِس دُنیا کی سلطنتیں منظّم کرنے کے لیے بلایا گیا ہے۔جب اُن کا کام پورا ہوجائے گا،تو جو کچھ انہوں نے بنایا ہے،خُدا اُن سے سب کچھ لے لے گا وہ اُسے اپنے قانون کے مطابق ترتیب دے گا اور اُسے اپنی بادشاہی میں شامل کرے گا۔مکاشفہ ۱۱:۱۵ میں لکھا ہے:

> ’’اور جب ساتویں فرشتہ نے نرسنگا پھونکا تو آسمان پر بڑی آوازیں اِس مضمون کی پیدا ہوئیں کہ دُنیا کی بادشاہی ہمارے خُداوند اور اُس کے مسیح کی ہوگئی اور وہ ابدالآباد بادشاہی کرے گا۔‘‘

یسوع نے کہا کہ اُس کا دیانت دار نوکر جو دُوسروں پر ظلم نہیں کرتا اُسے اُس کے سارے مال پر مختاری دی جائے گی۔لوقا ۱۲:۴۲۔۴۴ میں لکھا ہے:

> ’’خُداوند نے کہا کون ہے وہ دیانت دار اور عقل مند داروغہ جس کا مالک اُسے اپنے نوکر

چاکروں پر مقرر کرے کہ ہر ایک کی خوراک وقت پر بانٹ دیا کرے؟ مبارک ہے وہ نوکر جس کا مالک آ کر اُس کو ایسا ہی کرتے پائے۔ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ وہ اُسے اپنے سارے مال پر مختار کر دے گا۔''

ہم یہاں دیکھتے ہیں کہ ''دیانت دار'' نوکروں کو ''اُس کے سارے مال پر مختاری'' دی جائے گی۔ دُوسرے لفظوں میں وہ اُن تمام لوگوں پر حکمرانی کریں گے جو حکمران بننے کے اہل نہیں تھے۔ حکمران بننے کا معیار یہ ہے کہ دُوسرے لوگوں کے ساتھ ناانصافی اور ظلم کی بجائے محبت اور مہربانی سے پیش آیا جائے۔ ہم موجودہ زندگی میں اپنے طرزِ عمل سے حکمرانی کے اہل بنتے ہیں۔

دانی ایل اِن حکمرانوں کو ''حق تعالیٰ کے مقدس'' کہتا ہے۔ انہیں آنے والے زمانے میں خُدا کی بادشاہی میں اختیار دیا جائے گا جب پتھر کی بادشاہی بابل کی مورت کو توڑ دے گی۔ ہم مکاشفہ ۵:۱۰ میں پڑھتے ہیں:

''اور اُن کو ہمارے خُدا کے لیے ایک بادشاہی اور کاہن بنا دیا اور وہ زمین پر بادشاہی کرتے ہیں۔''

یہ ''راست باز'' کون ہوں گے؟ صیہونی مسیحی کہتے ہیں کہ وہ یہودی ہوں گے جو آخری وقت پر تبدیل ہو جائیں گے۔ نیا عہد نامہ واضح کرتا ہے کہ وہ مسیحی ہوں گے، صرف مسیحی نہیں بلکہ غالب آنے والے مسیحی۔ یہ وہ لوگ ہوں گے جنہوں نے فسح سے لے کر پینتکست تک مکمل سفر طے کیا۔ یہ وہی لوگ ہوں گے جنہوں نے اپنے نسلی ورثے سے قطعِ نظر پینتکست سے آگے خیموں کی عید میں جانے کے خواب کو دیکھا۔

یہ خیال کہ یہودی فوراً ہی مسیح کو قبول کر لیں گے اور خُدا کی بادشاہی میں حکمرانی کے اہل ہو جائیں گے بہت مضحکہ خیز ہے۔ اِس نظریہ کی بنیاد اُس غلط عقیدہ پر ہے کہ خُدا کی بادشاہی میں حکمران ہونے کے لیے کسی کا بھی نسب نامہ کافی ہے۔ اُن کا خیال ہے کہ یہودی اسرائیل ہیں، اور محض فسح کا تجربہ اُن کو اِس اہل کر دیتا ہے کہ وہ دُنیا پر حکمرانی کریں۔ یہ کلام کے مطابق نہیں ہے۔ خُدا نے مسیح میں ''نئے انسان'' کو پیدا کرنے سے جدائی کی دیوار کو ڈھا دیا (افسیوں ۲:۱۵)۔ وہ ''نیا انسان'' ایک متحد انسان ہے جس کا سر یسوع مسیح ہے اور غالب آنے والے بہ طور اُس کا بدن۔ سبھی اِسی طریقے سے اُس بدن کا حصہ بنتے ہیں قطعِ نظر اُن کا نسب نامہ کیا ہے۔ سب کو پہلی قیامت کے اہل ہونے کے لیے لازماً فسح کے ذریعے راست باز، پینتکست کے ذریعے

مقدس اور خیام کے ذریعے جلالی ہونا چاہیے۔

پولس اُس ''نئے انسان'' کی بہ طور مَقدِس تصویر کشی کرتا ہے جو نبیوں اور رسولوں پر قائم کی گئی جس کے کونے کے سرے کا پتھر یسوع مسیح ہے۔ قطعِ نظر اِس بات کے، کہ اُس کی تصویر کشی استعاراتی طور پر کی گئی ہے، اِس سے یہ بنیادی سچائی ظاہر ہوتی ہے کہ اِس کی بنیاد مسیح کے ساتھ رشتے پر منحصر ہے۔

مکاشفہ ۲۰:۶ میں لکھا ہے کہ یہ غالب آنے والے سبت کے ''دن'' (ہزار سالہ بادشاہی) کے اختتام تک اُس کے ساتھ بادشاہی کریں گے۔ یہ آدم سے پہلے ''ہفتے'' کو ختم کر دے گا۔ اور پھر اگلا عظیم الٰہی مرحلہ شروع ہوگا، اِس میں تمام مُردوں کو زندہ کیا جائے گا اور اُن کی عدالت کی جائے گی اور تمام غیر ایمان دار مسیح کے بدن کے تابع ہو جائیں گے۔ وہ سب مسیح کے سامنے جھکیں گے اور اُس وقت وہ اُس کے خُداوند ہونے کا اقرار کریں گے (فلپیوں ۲:۱۰،۱۱)۔ مزید برآں، '' نہ کوئی رُوح القدس کے بغیر کہہ سکتا ہے کہ یسوع خُداوند ہے (۱۔ کرنتھیوں ۱۲:۳)۔

یہ اُن کا فسح کا تجربہ ہوگا (ایمان سے راست باز ہونا)، اُس وقت وہ سب راست باز بن جائیں گے۔ لیکن اُن کو لازماً آخری زمانے میں پینتکست کے ذریعے راست بازی کو سیکھنا پڑے گا، جب تک عظیم یوبلی نہیں آتی تب تمام مخلوقات خُدا کے بیٹوں کی آزادی کا تجربہ کریں گی۔

باب ۶

پوری زمین

خُداکی بادشاہی اب صرف کنعان یا فلسطین کی سرزمین تک محدود نہیں ہے۔ پرانی بادشاہی کا عہد ناکام ہو گیا، تاہم یہ خُدا کی بادشاہی کا نمونہ مہیا کرتا ہے جو بعدازاں پوری زمین کے لیے ہوگا۔

جب اسرائیل کو وعدہ کی سرزمین میں پہلی دفعہ داخل ہونے کا موقع ملا تو کنعان میں داخل ہونے کے لیے لوگوں میں ایمان کی کمی تھی۔ بارہ جاسوس واپس آئے اور دس نے آکر بُری خبر دی، اور لوگوں نے اُس بُری خبر پر یقین کیا۔ تب خُدا نے موسیٰ سے کہا کہ وہ اپنے عہد کو اُس سے باندھے گا اور اُس کے وسیلے اپنے وعدوں کو پورا کرے گا۔ موسیٰ نے یہ کہتے ہوئے اِس پر اعتراض کیا کہ قومیں سوچیں گی کہ خُدا اسرائیل کے ساتھ اپنے وعدوں کو پورا کرنے کے قابل نہیں ہے۔

محض اِس رائے پر کہ خُدا اِسے پورا کرنے کے قابل نہیں، اُس نے گنتی ۱۴: ۲۱ میں جواب دیا:

"لیکن مجھے اپنی حیات کی قسم اور خُداوند کے جلال کی قسم جس سے ساری زمین معمور ہوگی۔"

یہاں خُدا نے زمین کے لیے اپنے عظیم منصوبہ کو ظاہر کیا۔ کنعان الٰہی منصوبہ کا محض ایک چھوٹا سا حصہ تھا۔ کنعان خُداوند کے جلال سے پوری دُنیا کے معمور ہونے کا محض ایک نمونہ اور سایہ تھا۔

یہ جملہ "مجھے اپنی حیات کی قسم" اِسے خُدا کے وعدوں میں سے ایک وعدہ بناتا ہے۔ چوں کہ وہ اپنی ذات سے کسی بڑے کی قسم نہیں کھا سکتا تھا، اِس لیے اُس نے اپنی ذات کی قسم کھائی۔ یہ وعدہ کلامِ مقدس میں مختلف طریقوں سے دہرایا گیا۔ زبور ۷۲: ۱۹ اِس کا پہلا اقتباس ہے:

"اُس کا جلیل نام ہمیشہ کے لیے مبارک ہو اور ساری زمین اُس کے جلال سے معمور ہو۔
آمین ثم آمین!"

دُوسری بار اِس کا ذکر یسعیاہ ۶: ۳ میں بیان کیا گیا، جہاں یسعیاہ کی رُویا میں کروبیم یہ الفاظ بولتے ہیں:

"اور ایک نے دُوسرے کو پکارا اور کہا قدوس قدوس قدوس رب الافواج ہے۔ ساری زمین

اُس کے جلال سے معمور ہے۔''

تیسرا اقتباس بھی اِسی نبی کا ہے۔یسعیاہ ۱۱:۹ میں لکھا ہے :

''۔۔۔۔کیوں کہ جس طرح سمندر پانی سے بھرا ہے اُسی طرح زمین خُداوند کے عرفان سے معمور ہوگی۔''

آخری اقتباس حبقوق ۲:۱۴ میں نظر آتا ہے، جہاں لکھا ہے :

''کیوں کہ جس طرح سمندر پانی سے بھرا ہے اُسی طرح زمین خُداوند کے جلال کے عرفان سے معمور ہوگی۔''

یہ بات مشہور ہے کہ پانی سمندر کے مکمل علاقے کو ڈھانپے ہوئے ہے۔اُسی طرح خُداوند کے جلال کا عرفان پوری دُنیا کو معمور کرے گا۔زمین کا کوئی بھی حصہ ایسا نہ ہوگا جہاں خُداوند کا جلال ظاہر نہ ہو یا اُسے جانا نہ جائے۔

دانی ایل کی کتاب کے دُوسرے باب میں شاہِ بابل نبوکدنضر نے ایک خواب دیکھا، جس میں اُس نے ایک بہت بڑی مورت دیکھی جس کا سر سونے کا، بازو چاندی کے، پیٹ پیتل کا اور ٹانگیں لوہے کی تھیں۔پھر اُس نے دیکھا کہ ایک پتھر اُس مورت کے پاؤں پر لگا اور اُس مورت کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے۔پھر اُس نے دیکھا کہ وہ پتھر ایک پہاڑ بن گیا اور تمام زمین میں پھیل گیا (دانی ایل ۲:۳۵) دانی ایل نے اِس خواب کی تعبیر اُسے بتائی۔ہم دانی ایل ۲:۴۴ میں پڑھتے ہیں :

''اور اُن بادشاہوں کے ایام میں آسمان کا خُدا ایک سلطنت برپا کرے گا جو تا ابد نیست نہ ہو گی اور اُس کی حکومت کسی دُوسری قوم کے حوالہ نہ کی جائے گی بلکہ وہ اِن تمام مملکتوں کو ٹکڑے ٹکڑے اور نیست کرے گی اور وہی ابد تک قائم رہے گی۔''

یہی اُس پتھر کا کام ہے جو اُس وقت تک بڑھے گا جب تک وہ تمام زمین میں پھیل نہیں جاتا (آیت ۳۵)۔ یہ خُدا کی بادشاہی کا ایک حوالہ ہے۔وہ دن آ رہا ہے جب خُدا کی بادشاہی بابلی جانشین سلطنتوں (بابل، فارس، یونان اور روم) کی جگہ لے لے گی۔یہ زمین کی نبوتی تاریخ میں پانچویں اور آخری بادشاہی ہوگی۔

خُدا کی بادشاہی انسانی حکومتوں کے تمام جابرانہ اقدامات کا خاتمہ کر دے گی اور انسانوں کو خُدا کے فرزندوں کی شان دار آزادی سے لطف اندوز کرنے کے لیے آزاد کر دے گی۔ میرا ایمان ہے کہ اب ہم اُس وقت میں ہیں جب ''پتھر'' نے اُس مورت کے پاؤں کو ٹکڑے ٹکڑے کرنا شروع کر دیا ہے۔ ہم نہیں جانتے کہ اِس میں کتنا وقت لگے گا، لیکن سب سے اہم واقعہ خُدا کے بیٹوں کے ظہور کا ہوگا جنہیں آنے والے زمانے میں مسیح کے ساتھ بادشاہی کرنے کے لیے بلایا گیا ہے۔

دانی ایل کا ساتواں باب اِس بارے میں مزید تفصیل فراہم کرتا ہے۔ دانی ایل نے خود ایک خواب دیکھا جو اُس خواب سے مماثل تھا جو پہلے شاہِ بابل نے دیکھا۔ دانی ایل نے چار جان داروں کو دیکھا: شیر بابل کو ظاہر کرتا ہے، ریچھ فارس کو ظاہر کرتا ہے، تیندوا یونان کو ظاہر کرتا ہے، اور چوتھا جاندار جس کے لوہے کے دانت ہیں وہ رومی سلطنت کو ظاہر کرتا ہے۔

اُس نے رومی حیوان سے ایک چھوٹا سینگ بھی نکلتا دیکھا، جو رومی پوپ کو ظاہر کرتا ہے جو روم کے چوتھے حیوان کی توسیع ہے۔ اِس ''چھوٹے'' سینگ نے مقدسوں سے جنگ کی اور اُن پر اُس آخری وقت تک غلبہ (اختیار) حاصل کیا جب تک قادرِ مطلق کے مقدسین جو غالب آنے والے یا خُدا کے فرزند ہیں اُن کو اختیار نہیں ملتا۔

> ''میں نے رات کو رُویا میں دیکھا اور کیا دیکھتا ہوں کہ ایک شخص آدم زاد کی مانند آسمان کے بادلوں کے ساتھ آیا اور قدیم الایام تک پہنچا۔ وہ اُسے اُس کے حضور لائے۔ اور سلطنت اور حشمت اور مملکت اُسے دی گئی تا کہ سب لوگ اور اُمتیں اور اہلِ لغت اُس کی خدمت گذاری کریں۔ اُس کی سلطنت ابدی سلطنت ہے جو جاتی نہ رہے گی اور اُس کی مملکت لازوال ہو گی۔'' (دانی ایل ۷: ۱۳۔۱۴)

یہ اُسی پتھر کی بادشاہی سے نسبت رکھتی ہے جو نبوکدنصر نے اپنے خواب میں دیکھی۔ یہ خُدا کی بادشاہی ہے۔ یسوع مسیح خود اِس بادشاہی کا بادشاہ ہے، لیکن ہمیں دانی ایل ۷: ۲۲ میں بتایا گیا ہے کہ ''مُقدّس لوگ سلطنت کے مالک ہوں۔''

یہ مکاشفہ ۲۰: ۶ سے موافقت رکھتا ہے جہاں ہم پڑھتے ہیں وہ لوگ جو پہلی قیامت میں زندہ کیے گئے ''اُس کے ساتھ ہزار برس تک بادشاہی کریں گے۔'' پھر خُدا کے بیٹے یسوع مسیح بادشاہ کے ماتحت اُس

بادشاہی کے منتظم ہونے کے لیے بلائے گئے ۔ دانی ایل ۷:۲۷ میں اِس کا نتیجہ نکالتا ہے،

''اور تمام آسمان کے نیچے سب ملکوں کی سلطنت اور مملکت اور سلطنت کی حشمت حق تعالی کے مقدس لوگوں کو بخشی جائے گی ۔ اُس کی سلطنت ابدی سلطنت ہے اور تمام مملکتیں اُس کی خدمت گذار اور فرمان بردار ہوں گی ۔''

یہ بائبل مقدس میں خدا کی بادشاہی کی پیشین گوئی ہے ۔ یہ آیت ایسے وقت کی طرف توجہ دیتی ہے جب تمام اہلِ زمین یسوع مسیح کو بہ طور بادشاہ جان لیں گے، اور غالب آنے والے، خُدا کے بیٹے محبت اور انصاف سے اُن پر حکومت کریں گے ۔

زبور نویس، سڑسٹھویں زبور میں اُس وقت کو ایک گیت کی صورت میں یاد کرتا ہے، وہ کہتا ہے :

''خُدا ہم پر رحم کرے اور ہم کو برکت بخشے
اور اپنے چہرہ کو ہم پر جلوہ گر فرمائے ۔
تا کہ تیری راہ زمین پر ظاہر ہو جائے
اور تیری نجات سب قوموں پر ۔
اے خُدا! لوگ تیری تعریف کریں ۔
سب لوگ تیری تعریف کریں ۔
امتیں خوش ہوں اور خوشی سے للکاریں
کیوں کہ تو راستی سے لوگوں کی عدالت کرے گا
اور زمین کی اُمتوں پر حکومت کرے گا
اے خُدا! لوگ تیری تعریف کریں ۔
سب لوگ تیری تعریف کریں ۔
زمین نے اپنی پیداوار دے دی ۔
خُدا یعنی ہمارا خُدا ہم کو برکت دے گا ۔
خُدا ہم کو برکت دے گا
اور زمین کی انتہا تک سب لوگ اُس کا ڈر مانیں گے ۔''

نبی، حجی ۲:۷ میں یسوع اور اُس کی بادشاہی کو ''قوموں کی مرغوب چیزیں'' کہتا ہے۔ خُدا کی بادشاہی ظلم و جبر کا وقت نہیں ہے، بلکہ قوموں کو انسانی حکومتوں اور گناہ گار لوگوں کے تسلط سے آزاد کرانے کا وقت ہے۔

وہ بنیادی واقعہ جو قادرِ مطلق خُدا کے مقدسین کو اختیار اور حکومت کی منتقلی کی طرف اشارہ کرتا ہے وہ خُدا کے بیٹوں کا ظہور ہے۔ پولس رومیوں ۸:۱۹۔۲۱ میں کہتا ہے:

> ''کیوں کہ مخلوقات کمال آرزو سے خُدا کے بیٹوں کے ظاہر ہونے کی راہ دیکھتی ہے۔ اِس لیے کہ مخلوقات بطالت کے اختیار میں کر دی گئی تھی۔ نہ اپنی خوشی سے بلکہ اُس کے باعث سے جس نے اُس کو۔ اِس اُمید پر بطالت کے اختیار میں کر دیا کہ مخلوقات بھی فنا کے قبضہ سے چھوٹ کر خُدا کے فرزندوں کے جلال کی آزادی میں داخل ہو جائے گی۔''

پوری دُنیا اِس واقعہ کا انتظار کر رہی ہے، کیوں کہ یہ ثابت کرے گا کہ یوبلی کا قانون تمام مخلوقات کو اُن کے گناہ کی غلامی سے آزاد کر دے گا۔ اِس طرح زمین اپنی تخلیق کے مقصد کو پورا کرے گی۔

پیدائش کی کتاب کے بزرگوں کی عمروں کا چارٹ

طوفان سے پہلے

نمبر شمار	بزرگ	پہلوٹھے کی پیدائش پر عمر	بقایا عمر	کل عمر
1	آدم	130	800	930
2	سیت	105	807	912
3	انوس	90	815	905
4	قینان	70	840	910
5	محلل ایل	65	830	895
6	یادر	162	800	962
7	حنوک	65	300	365
8	متوسلح	187	782	969
9	لمک	182	595	777
10	نوح	500	450	950

طوفان کے بعد

نمبر شمار	بزرگ	پہلوٹھے کی پیدائش پر عمر	بقایا عمر	کل عمر
1	سم	100	500	600
2	ارفکسد	35	403	438
3	سلح	30	403	433
4	عبر	34	430	464
5	فلج	30	209	239
6	رعو	32	207	239
7	سروج	30	200	230
8	نحور	29	119	148
9	تارح	70	205	275
10	ابرہام	100	75	175
11	اضحاق	60	120	180

مصنف کے بارے میں
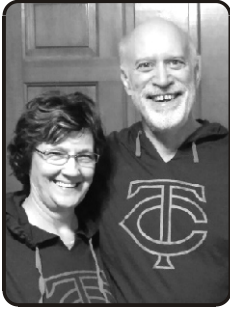
ڈاکٹر اسٹیفن جانز ۲۹ جنوری ۱۹۵۰ء کو امریکہ کی ریاست انڈیانا کے ایک شہر ماریون میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد تھامس نے سیمنری کی تربیت مکمل کرنے کے بعد جنوبی مینیسوٹا کے تین چرچز میں پاسبانی خدمات سرانجام دیں۔ تین سال کے بعد، آپ کا خاندان فلپائن میں خدمت کے لیے بہ طور مشنری چلا گیا۔ ۱۹۶۳ء میں وہ واپس مینیسوٹا آ گئے۔

اسٹیفن نے مینیسوٹا میں ہائی سکول کی تعلیم حاصل کی اور پھر سینٹ پال بائبل کالج میں دو سال کی تربیت کے لیے چلے گئے، وہاں آپ اپنی بیوی ڈارلا (Darla) سے ملے۔ اِس کے بعد آپ مزید دو سالہ تربیت کے لیے یونی ورسٹی آف مینیسوٹا میں گئے وہاں آپ نے فلسفہ اور لاطینی اور یونانی ادب کا مطالعہ کیا۔

بعدازاں آپ نے اپنی ماسٹر اور ڈاکٹریت کی ڈگریاں علم الٰہیات میں مینیسوٹا سکول آف تھیالوجی سے حاصل کیں۔

اسٹیفن اور ڈارلا کی شادی ۱۹۷۱ء میں ہوئی۔ اُن کی تین بیٹیاں اور تین بیٹے ہیں۔ آپ کی تمام بیٹیاں شادی شدہ ہیں لیکن بیٹے ابھی تک غیر شادی شدہ ہیں۔ آپ کے سات پوتے اور پوتیاں اور ایک پرپوتی ہے۔

آپ ۱۹۷۵ء سے ۱۹۷۹ء بطور اسسٹنٹ پاسٹر اپنی خدمات سرانجام دیتے رہے۔ پھر

خُدا نے آپ کو بارہ سال کے لیے خدمت میں سے کلام خُدا کے عمیق مطالعہ کے لیے بلا لیا۔ اُس وقت کے دوران آپ نے رُوحانی جنگ اور شفاعت میں گہرا تجربہ حاصل کیا۔ ۱۹۹۳ء تک آپ اس مطالعہ میں محور ہے۔

آپ نے اپنی پہلی تین کتابیں ۱۹۷۵ء سے ۱۹۷۹ء کے دوران لکھیں، لیکن اُن کی زیادہ تر کتابیں ۱۹۹۳ء کے بعد لکھی گئیں۔ ۲۰۰۸ء میں ایک بائبل سکول کا نصاب مرتب کرنے کے لیے بائبل مقدس کی مختلف کتابوں کی تفاسیر کا آغاز کیا۔ یہ منصوبہ ۲۰۲۱ء میں مکمل ہو گیا جب آپ نے یسعیاہ کی کتاب پر ایک تفسیر لکھ لی۔ اب آپ ایک بائبل سکول کو قائم کرنے کا منصوبہ بنا رہے ہیں جس میں مبشرین، اساتذہ اور پاسٹرز کی تربیت کی جائے۔

آپ سو سے زائد کتابیں لکھ چکے ہیں جو کلام مقدس کے اُس مکاشفہ کے مطابق تعلیم دیتی ہیں جو خُدا نے آپ پر ظاہر کیا۔ آپ کی کچھ کتابیں پندرہ سے زائد زبانوں میں ترجمہ ہو چکی ہیں۔ آپ بہت سے ممالک میں خُدا کے کلام کی تعلیم دے چکے ہیں جن میں کینیڈا، ہیٹی، ٹرینیڈیڈ، فلپائن، نیوزی لینڈ، آسٹریلیا اور جنوبی افریقہ شامل ہیں۔

مترجم کی ترجمہ شُدہ کُتب

١۔ عورت کوالزام مت دوں
٢۔ روح القدس میں دُعا
٣۔ پاک دامن عورت
۴۔ استحکام
۵۔ اکیسویں صدی میں بچوں کی خدمت کی دوبارہ سے وضاحت
٦۔ ہمارا حیرت انگیز خُدا
٧۔ قوت سے بھریں
٨۔ تفہیم ولادت المسیح
٩۔ آئیوی کی مہم جوئی اور خُدا
١٠۔ پاورکلبز تربیتی کتابچہ
١١۔ بچوں کو دُعا کرنے دیں
١٢۔ مخلصی اور نجات
١٣۔ رُوحانی جنگ
١۴۔ دُعا اور روزہ
١۵۔ ارشاد اعظم
١٦۔ مسیحی کردار
١٧۔ عملی منادی
١٩۔ تعارف مطالعہ بائبل
٢٠۔ ایک سے چالیس تک بائبلی اعداد کے معانی
٢١۔ الٰہی محبت اور معافی
٢٢۔ خُدا کو جاننا
٢٣۔ سب چیزوں کی بحالی
٢۴۔ قیامت کا مقصد
٢۵۔ آمد ثانی کے قوانین
٢٦۔ ایمان کے سفر کی بیاض
٢٧۔ خُدا کی بادشاہی

مترجم کے بارے میں

آپ ۲۸ دسمبر ۱۹۸۴ء کو گوجرانوالہ کے ایک گاؤں آٹاوہ میں پیدا ہوئے۔ آپ نے ابتدائی تعلیم گورنمنٹ ہائی سکول آٹاوہ سے حاصل کی۔ میٹرک کرنے کے بعد پاکستان آرمی کے شعبہ الیکٹریکل مکینیکل انجینئرنگ (EME) میں بہ طور وہیکل مکینک شمولیت اختیار کی۔ پاکستان آرمی میں رہتے ہوئے اپنی پیشہ ورانہ خدمت کے ساتھ ساتھ اپنے تعلیمی سفر کو بھی جاری رکھا۔ وہاں رہتے ہوئے آپ نے ایف۔اے، بی۔اے، ایم۔اے (اُردو، تاریخ)، بی۔ایڈ، اور ایم۔ایڈ کی ڈگریاں مکمل کیں۔ ۲۰۲۲ء میں آپ نے یونی ورسٹی آف سیالکوٹ سے اُردو میں ایم فل کی ڈگر مکمل کی۔

آرمی میں رہتے ہوئے آپ نے اپنی مسیحی تعلیم کے سفر کو بھی جاری رکھا۔ آپ نے پاکستان بائبل کارسپانڈنس سکول سے انگریزی اور اُردو بائبل کورسز مکمل کیے، گوجرانوالہ تھیولاجیکل سیمنری (پریسبٹیرین سکول آف ڈسٹنٹ لرننگ) سے ڈپلومہ آف تھیالوجی، فیتھ تھیولاجیکل سیمنری گوجرانوالہ سے بی۔ٹی۔ایچ، ایم۔ڈیو، اور ڈاکٹر آف منسٹری کی ڈگریاں مکمل کیں۔ اس کے علاوہ آپ نے بچوں کی تربیت کا آن لائن کورس (SSCM) امریکہ سے مکمل کیا۔
مارچ ۲۰۲۰ء میں آپ کی خدمات کا اعتراف کرتے ہوئے امریکہ کے ایک بائبل کالج نے آپ کو ڈاکٹر آف ڈونٹی کی اعزازی ڈگری سے نوازا۔ آپ کلائمب انسٹیٹیوٹ پاکستان کے پریزیڈنٹ اور وننگ سولز سکول آف تھیالوجی کے پرنسپل کی خدمات بھی سرانجام دے رہے ہیں۔ جہاں پر پورے پاکستان سے طلبا و طالبات خط و کتابت کے ذریعے بائبل کی تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ آپ ورلڈ شیپرز کلب کے ایمبسڈر کی ذمہ داری بھی سرانجام دے رہے ہیں۔ جس میں بچوں کے لیے ماہانہ دُعائیہ کیلنڈر ترتیب دیئے جاتے ہیں اور اُن کو پاکستان کے مختلف شہروں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔

آرمی میں رہتے ہوئے آپ نے جسمانی تربیت کا سرٹیفکیٹ (PACES) مکمل کیا۔ اِس کے علاوہ آپ نے نسٹ (NUST) یونیورسٹی سے ملحق الیکٹریکل مکینیکل انجینئرنگ کالج اسلام آباد سے ٹینک الضرار (Al-Zarar) کی خصوصی تربیت حاصل کی۔
۲۰۰۵ء میں آرمی کی سروس کے دوران آپ کی زندگی میں ایک حادثہ پیش آیا جس کی وجہ سے آپ نے اپنی زندگی خُداوند کو دے دی۔ ۲۰۰۹ء میں آپ کی مخصوصیت بہ طور مبشر پاسٹر کنگ سلے (انگلینڈ) نے کی اور آپ نے اپنے خدمتی سفر کا آغاز کر دیا۔
۱۶ اکتوبر ۲۰۰۹ء میں آپ کی شادی اپنی خالہ زاد سے ڈسکہ میں ہوئی۔ آپ کی بیوی پیشہ کے لحاظ سے ڈاکٹر ہیں۔ خُدا نے آپ کو دو خوبصورت بیٹیوں (جینفر فیاض اور جیسیکا فیاض) اور ایک بیٹے ابرہام یشوع سے نوازا ہے۔
۲۰۱۲ء میں آپ نے وننگ سولز فار کرائسٹ منسٹریز کا آغاز کیا۔ ۲۰۱۵ء میں آپ نے آرمی کی سروس کو خیر باد کہہ کر کل وقتی خدمت کا فیصلہ کیا۔ اب آپ بائبل اور مسیحی لٹریچر کی مفت تقسیم، بائبل سکول، سنڈے سکول، تعلیم بالغاں برائے خواتین، فری میڈیکل کیمپ، مسیحی بچیوں کے لیے سلائی اور پارلر کی تربیت اور یتیم بچوں کے لیے مفت تعلیم جیسی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔
آپ دی گڈ شیپرڈ سکول کے پرنسپل ہیں۔ جہاں مسیحی بچوں کے لیے تعلیم و تربیت کا عمدہ بندوبست کیا جاتا ہے۔ یہاں مسیحی بچوں کو دُنیاوی تعلیم کے ساتھ ساتھ ٹھوس بائبلی تعلیم سے بھی لیس کیا جاتا ہے۔ آپ کی زندگی کا مقصد مسیحی قوم کے بچوں کو رُوحانی اور معاشرتی طور پر اپنے پاؤں پر کھڑا کرنا اور بالغ بنانا ہے۔

وننگ سولز فار کرائسٹ منسٹریز (رجسٹرڈ)

مریم صدیقہ ٹاؤن، چنداقلعہ، گوجرانوالہ 0346-2448983 ,0300-7499529